Title - Tazkira Masnafeen Dehli.

Creator - Sheikh Abdul Haq Muhaddis Dehelvi.

Publisher - Maitba Tareekh (Hyderabad).

Date - N.A.

Pages - 50

Subject - Tazkira Masnafeen - Dehli.

تذکرہ مصنفین دہلی

تصنیف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

المتولد ۹۵۸ھ والمتوفی ۱۰۵۲ھ

از زمان ابتدائے فتح اسلام تا انتہائے الف عاشرہ

بسعی واہتمام اقل العباد

حکیم سید شمس اللہ قادری

بانضمام تذکرۂ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبع تاریخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنفین دہلی کا تذکرہ اور شاہ صاحب کے تصنیفات کی فہرست ان دونوں کا مطبوعہ متن راقم الحروف کے ذاتی مخطوط پر مبنی ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے آٹھویں سال جلوس میں بہ مقام شاہ جہاں آباد اسکی کتابت ہوی ہے۔ خط شکستہ ہے جس کے باعث بعض عبارتیں صاف صاف نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوط سے ایسے مشکوک مقامات کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور دو تین جگہ کچھ عبارتیں بھی اس سے اضافہ کی گئی ہیں۔

ہم نے تراجم احوال کی توضیح و تشریح کیلئے حواشی میں کتابیات کا اضافہ کر دیا ہے اس سے ناظرین کے لئے مزید معلومات کے مہیا کرنے میں بڑی سہولت ہوگئی ہے اور وہ اس کی مدد سے تمام تراجم

مختلف کتابوں سے بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سر جان الیٹ نے اس کے مختلف حصے انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں جو اُن کی تاریخ ہندوستان کی جلد ششم میں صفحہ (۴۸۳) سے صفحہ (۴۹۱) تک چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ متن مطبوعہ کو مطابق کرنے کیلئے دونوں کے شمار صفحات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

انگریزی ترجمہ جلد ششم	آغاز صفحہ		مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ		سطر	
	آغاز صفحہ	۴۸۳	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ	۶	سطر	۵
	″	۴۸۴	″	″	۶	″	۱۲
		۴۸۵	″	″	۹	″	۴
		۴۸۶	″	″	۱۲	″	۳
		۴۸۷	″	″	۱۴	″	۱
		۴۸۸	″	″	۱۷	″	۳
		۴۸۹	″	″	۱۹	″	۳
		۴۹۰	″	″	۲۰	″	۷
		۴۹۱	″	″	۲۶	″	۱۹

تا اختتام بالاختصار

شیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری

المتولد ۹۵۸ھ المتوفی ۱۰۵۲ھ

دربار اکبری کے مشہور مورخ ملا عبدالقادر بدایونی سب سے پہلے مصنف ہیں جنھوں نے شاہ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب منتخب التواریخ ۱۰۰۴ھ میں تمام کی ہے اس وقت شاہ صاحب نے اپنی زندگی کے چھیالیس سال ختم کر لئے تھے اور اس کے بعد اڑتالیس سال اور زندہ رہے۔ ملا صاحب نے شاہ صاحب کو کمال تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی زندگی کے اوائل ایام ہی میں مشہور اور مرجع جمہور ہو گئے تھے۔

ملا صاحب کے علاوہ شاہ صاحب کے دیگر معاصرین سے ملا محمد صادق ہمدانی ملا عبدالحمید لاہوری اور ملا محمد صالح کنبوہ نے بھی اپنی تصنیفات میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ خصوصًا محمد صادق نے کمال عقیدت و ارادت کے ساتھ شاہ صاحب کا ذکر کیا ہے[1]

---

[1] ملا محمد صادق نے ۱۰۳۶ھ میں کلمات الصادقین اور اس کے دس سال بعد ۱۰۴۶ھ میں طبقات شاہجہانی لکھی ہے۔ ملا عبدالحمید کے بادشاہ نامہ کا دور اول جس میں شاہ صاحب کے حالات مرقوم ہیں ۱۰۴۷ھ میں تمام ہوا، ملا محمد صالح نے ۱۰۷۰ھ میں شاہجہاں نامہ تصنیف کیا ہے جو عمل صالح کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ختم ہونے سے اٹھارہ سال پہلے شاہ صاحب نے وفات پائی۔

اور ان دوستانہ تعلقات کی صراحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قایم تھے

خاندانی حالات خود شاہ صاحب نے اخبار الاخیار کے خاتمہ میں اپنے خاندانی کوائف تحریر کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد ماوراء النہر کے رہنے والے تھے بخارا میں ان کی سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی (سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۷۱۶ھ) کے عہد میں ہندوستان میں آئے دہلی میں بود و باش اختیار کی[1]۔ اور شاہ صاحب سنہ ۹۵۸ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے[2]۔ اس وقت

ولادت اور تحصیل علم سوری خاندان کا فرمانروا اسلام شاہ بن شیر شاہ برسر حکومت تھا سنہ ۹۶۳ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال اپنے والد بزرگوار کے یہاں تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے۔ سنہ ۹۷۸ھ میں علوم متداولہ کو تمام کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں تکمیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام۔ اس زمانہ میں فتح پور دار السلطنت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعرا شیخ فیضی اور خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی مصاحبت میں بسر فرمایا۔

شیخ جمال الدین موسیٰ کی بیعت سنہ ۹۸۵ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسیٰ بن حامد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضؓ کے مرید ہوئے اور اسی سال ۲۳ شوال کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی ان سے اجازت حاصل کی[3]

حرمین شریفین کا سفر شاہ صاحب نے سنہ ۹۹۵ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا[4]۔ دہلی سے روانہ ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میر بخشی تھے ان کی

---

[1] اخبار الاخیار ص ۲۸۳ [2] مآثر الکرام ص ۲۰۱ سبحۃ المرجان ص ۵۲ [3] منتخب التواریخ دیکھو ضمیمہ اول

[4] زبدۃ الآثار خاتمہ کتاب ص ۱۳۴ [5] اخبار الاخیار ص ۳ طبقات شاہجہانی اسکے لئے دیکھو ضمیمہ دوم

سعی و کوشش سے جہاز کا انتظام ہوگیا[1]۔ اسی سال مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج بیت اللہ سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے

شیخ عبدالوہاب متقی اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام بنے ہوئے تھے یہ بزرگ شیخ علی متقی کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان دکن کے مشہور شہر شادی آباد منڈو میں آپ کی ولادت ہوئی تھی کسی وجہ سے ترک وطن کرکے برہان پور آئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر گجرات کمبار اور سرندیپ کا سفر کیا۔ ۹۶۳ھ میں زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات ہوئی اور ان کے درس میں شامل ہو کر حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ مسلسل بارہ سال تک شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر فیض یاب ہوتے رہے ۹۷۵ھ ہجری میں شیخ علی متقی کا انتقال ہوگیا تو اُن کے جانشین قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے[2]

شیخ عبدالوہاب سے تلمذ شاہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقۂ درس میں شریک ہوگئے اور قریباً ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔ ۹۹۸ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو لکھنا شروع کیا[3]۔

ہندوستان کو واپسی ۹۹۹ھ کے اوائل میں ہندوستان واپس آنے کا ارادہ کیا[4]۔ اسی زمانہ میں حاجی بیگم حج و زیارت سے فارغ ہو کر واپس ہو رہی تھیں۔ شاہ صاحب اُن کے ہمراہ ہوگئے اور جہاز سے اتر کر بیگم کی مشایعت میں آگرہ تشریف لائے[5]۔

---

[1] منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول [2] شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو زاد المتقین کے مقصد ثانی میں اور اخبار الاخیار میں ص۲۵۰ [3] جذب القلوب ص۱۲ [4] اخبار الاخیار ص۲۱۶ [5] منتخب التواریخ ضمیمہ اول

۱۰۰۲ھ میں ملک الشعرا شیخ فیضی نے دکن سے مراجعت[1] کی اور جب لاہور پہنچا تو وہاں سے کئی خطوط شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور عذر آمیز جواب دے کر لاہور آنے سے انکار کر دیا۔[2]

خواجہ محمد باقی نقشبندی سے بیعت — ۱۰۰۸ھ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو شاہ صاحب بھی اُن کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی۔[3] ۱۰۱۲ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا[4] تو شاہ صاحب نے گوشہ تنہائی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا۔[5]

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات — شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودہویں سال ۱۰۲۸ھ میں کشمیر جاتے ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تزک میں آپ کے فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا۔[6]

وفات — شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے اواسط عہد میں جلوس کے سولہویں سال ۱۰۵۲ھ کو بمقام دہلی انتقال فرمایا۔[7] روضہ خواجہ بزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں حوض شمسی کے کنارے مدفون ہوئے معتقدین نے مزار پر سنگ و خشت کا گنبد بنوا دیا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اسکی کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے[8]

---

[1] منتخب التواریخ ص ۲۴۱

[2] منتخب التواریخ ص ۲۱۸

[3] طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم

[4] خزینۃ الاصفیا۔ جلد اول ص ۶۰۲

[5] طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم

[6] توزک جہانگیری ص ۲۸۵

[7] ماثر الکرام ص ۲۰ سبحۃ المرجان ص ۵۲

[8] آثار الصنادید باب سوم ص ۶۳

شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث وسیر میں آپ کے پایہ کا عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ۹۹۶ھ اور ۱۰۵۲ھ کے مابین مسلسل پچپن سال تک شاہ صاحب شغل تصنیف وتالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس عرصہ میں علم حدیث، سیر، تصوف اور علما وصلحا کے تراجم احوال پر بہت سی مفید وکارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جنکی تعداد اکیسو سے زیادہ ہے منجملہ اُن کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

زبدۃ الآثار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف با بن جہضم الہمدانی مجاور حرم کعبہ نے سنہ ۴۱۴ھ کے حدود میں ایک کتاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار کے نام سے لکھی اور اس میں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیائے کبار کے مناقب واحوال تحریر کئے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح وبسط کے ساتھ لکھا کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انھیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخیار ص ۲ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۹۹۹ھ سے پہلے تالیف ہوی ہے۔

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار[1] شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد سنہ ۹۹۹ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو ختم فرمایا اور سنہ ۱۰۱۴ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی[1] اس میں ان مشاہیر

[1] اخبار الاخیار دیباچہ ص ۱۲۔ ڈاکٹر ریو نے فارسی مخطوطات برٹش میوزیم ص ۳۵۵ میں اخبار الاخیار کا سنہ ۱۰۲۸ھ تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے ان کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیا سے نکالی ہے۔

صلحاء و علماء کے حالات مذکور ہیں جو ابتداء فتح اسلام سے الف عاشرہ کے اختتام تک سرزمین ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتدا کی ہے اور جملہ تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول اس میں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور ان کے خلفاء و مریدوں کا بیان ہے۔

طبقہ دوم۔ اس میں شیخ فریدالدین گنج شکر اور اُن کے معاصرین و مریدین کا تذکرہ ہے۔

طبقہ سوم۔ اس میں شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک مشاہیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رح کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ تک بیان کیے ہیں۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب مدینہ طیبہ کی جغرافیائی تاریخ ہے۔ علامہ نورالدین علی بن عفیف الدین عبداللہ بن احمد الحسینی السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے ایک کتاب وفا الوفا باخبار دار المصطفٰے کے نام سے ۸۸۶ھ میں بمقام مدینہ منورہ لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الوفا رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاء الوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) جس سے ۹۹۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔ نیز ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں جو ۱۰۰۴ھ میں تمام ہوی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۴ھ سے پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مضامین اخذ کیے وہاں اُن کے حوالے لکھدئے ۱۱۹۰ھ میں مدینہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف شروع کی۔ اور ہندوستان واپس آنے کے بعد سنہ ۱۲۰۱ھ میں بہ مقام دہلی اس کا مبیضہ کیا یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر منقسم ہے۔

باب اوّل۔ در ذکر اسماء مدینہ طیبہ
باب دوم۔ در فضایل ومحامد مدینہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ساکنان مدینہ طیبہ
باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدینہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین
باب ششم۔ در کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تعمیر وترمیم مسجد نبوی
باب ہشتم۔ در ذکر فضایل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد نبویہ
باب دہم۔ در ذکر آبار مدینہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر بعض اماکن مابین مکہ و مدینہ
باب دوازدہم۔ در ذکر فضایل روضۂ اقدس
باب سیزدہم۔ در ذکر فضایل جبل احد وشہدائے احد
باب چہاردہم۔ در ذکر فضایل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر شریف
باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوٰۃ سید المرسلین

زاد المتقین الی سلوک طریق الیقین

شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ واساتذہ کے حالات لکھے ہیں جن سے سفر حجاز میں فیوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کئے تھے یہ کتاب سنہ ۱۲۰۲ھ میں تمام ہوئی ہے، اوراس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول ۔ در احوال شیخ علی متقی۔

باب اول۔ در ذکر مجمل از ابتدائے حال وسیر وسلوک ایشاں تا وصول بہ مکہ معظمہ ودریافت علماء ومشائخین حدیث وانتساب سلاسل مشائخ طریقت واشتغال بہ تصنیف کتب ونشر علوم وتربیت طالبان حق۔

باب دوم ۔ درذکر بعضی از طرق وآداب ایشاں وعبادات وریاضات
باب سوم ۔ درذکر بعضے از مقالات وحکایات کہ دال اند بر طرق وآداب واوضاع ایشاں
باب چہارم ۔ درذکر بعضے از خوارق وکرامات ایشاں
باب پنجم ۔ درذکر بعضے از انتہائے احوال ایشاں وذکر قصۂ رحلت وانچہ متعلق
است بداں۔
ضمیمہ ۔ رسالۂ تبیین الطرق کہ اول مصنفات ایشاں است

مقصد ثانی ۔ دراحوال شیخ عبدالوہاب متقی۔
باب اول ۔ درذکر مجملی از ابتدائے احوال ایشاں ووصول بہ مکہ مکرمہ ودریافت
صحبت حضرت شیخ علی متقی۔
باب دوم ۔ درذکر بر طرق واوضاع وآداب ایشاں درطریق تصوف
باب سوم ۔ درذکر بعضے از مناقب وکرامات واحوال ومقامات وریاضات ومجاہدات
ایشاں کہ از زمان صغر تا ایں وقت بظہور رسیدہ بوجود آمد
باب چہارم ۔ درذکر بعضے از عجائب وغرائب کہ درآوان مسافرت وزمان سیاحت دیدہ بود
باب پنجم ۔ درذکر تشریف ایں فقیر بہ صحبت ایشاں والتزام ملازمت ایشاں در مدت
اقامت آں مقام شریف وحصول اجازت خرقۂ خلافت علم حدیث وتصوف
وادعیہ واحزاب ودیگر عنایات ورجوع بوطن اصلی بامر ایشاں

مقصد ثالث ۔ درذکر بعضے از مشائخ وفقرائے آں دیار رحمہم اللہ علیہم اجمعین ۔
(۱) شیخ محمد بن عراق صاحب تنزیہ الشریعہ (۲) شیخ ابوالحسن المصری البکری
الشافعی المتوفی ۹۵۰ھ استاد مولانا محمد طاہر فتنی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری
المتوفی ۹۹۱ھ (۴) شیخ زین العابدین (۵) سید عبداللہ القادری الحضرموتی ۔ (۶)
شیخ ابوبکر ابن سلم الحضرمی (۷) شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیثمی المتوفی ۹۷۴ھ

(۸) شیخ محمد حضاعی از فقہاے مصر (۹) شیخ احمد ابو الحرم المدنی المتوفی سنہ ۱۰۰۰ھ (۱۰) شیخ علی ابن جار اللہ القرشی المخزومی المکی (۱۱) شیخ محمد الحنفی (۱۲) شیخ محمد النوفری المصری المالکی المتوفی سنہ ۹۹۹ھ (۱۳) شیخ محمد البہنسی (۱۴) سید حاتم ابن احمد الدہلوی الیمنی المخالی (۱۵) سیدی الشیخ الخضری (۱۶) شیخ عیسی المغربی المدنی (۱۷) شیخ علی ابن عیسی الجبلی القادری (۱۸) مولانا اسمعیل شیروانی نقشبندی (۱۹) مولانا شیخ حاجی نصر اللہ بدخشی (۲۰) مولانا نصر اللہ سراری (۲۱) مولانا محمد (۲۲) شیخ عبد اللہ (۲۳) شیخ رحمت اللہ السندی (۲۴) شیخ مولانا عبد اللہ السندی (۲۵) فقیہ محمد نالیتی (۲۶) میاں خدا بخش دکنی

ذکر الملوک ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گذرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں غیاث الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوئے ہیں اُن کا احوال معتبر روایات اور عینی مشاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب سنہ ۱۰۰۵ھ میں تمام ہوی ہے اور اس کے مضامین حسب ذیل آٹھ مقالوں پر منقسم ہیں۔

مقالہ اول ۔ در ذکر سلاطین دہلی	مقالہ دوم ۔ در ذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم ۔ در ذکر سلاطین جونپور	مقالہ چہارم ۔ در ذکر سلاطین ملتان
مقالہ پنجم ۔ در ذکر سلاطین گجرات	مقالہ ششم ۔ در ذکر سلاطین دکن ۔
مقالہ ہفتم ۔ در ذکر سلاطین مالوہ	مقالہ ہشتم ۔ در ذکر سلاطین کشمیر

شیخ فرید بخاری (وفات سنہ ۱۰۲۵ھ) جہانگیر کے امرا کے دربار سے گذرے ہیں۔ آپکی

فرمائش سے سنہ۱۰۱۴ھ میں شاہ صاحب کے فرزند شیخ نورالحق مشرقی نے ہندوستان کی
مختصر تاریخ لکھی اور اُسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ کتاب حقیقت میں ذکرالملوک
کا ترمیم شدہ نسخہ ہے۔ اور اس میں نورالحق نے اکبر کی تخت نشینی سے زمانہ ترتیب کتاب تک
تخت گاہ دہلی اور اس کے ہمعصر سلاطین کا تذکرہ اضافہ کر دیا ہے۔

شرح سفر السعادۃ علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروزآبادی المتوفی سنہ۸۱۷ھ نے
ایک رسالہ سفر السعادۃ کے نام سے لکھا اور اس میں جناب نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات وعادات واعمال واخلاق زکیہ نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیے
لیکن اصحاب ظواہر کی تقلید میں اپنے مدعا کے خلاف جو باتیں نظر آئیں اُن کے فاسد و باطل
ہونے کا ادعا کیا۔ اور اکثر مواضع پر مذاہب مجتہدین کی مخالفت کی اور جو احادیث منشاء مصنف
کے خلاف تھیں ان کو غیر صحیح قرار دیا۔ اس کے سوا کتاب کے آخر میں ایک باب اور شامل کیا جس میں
بعض احادیث کی نسبت تحقیق و تنقید کی اور انھیں موضوع اور باطل ثابت کرنے میں
ابن جوزی وغیرہ محدثین متاخر کی پیروی کی۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پیروان مذاہب
مجتہدین کے دلوں میں شبہات و ترددات کے پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اس لیے
شاہ صاحب کو اس کی شرح لکھنے کا خیال ہوا تاکہ حقیقت حال کا انکشاف ہو۔ خطاء و
اشتباہ کے مواضع ظاہر ہو جائیں پس شاہ صاحب نے اس رسالہ کی مبسوط شرح لکھی۔ اس میں
توضیح و تشریح کے لیے موقع بہ موقع احادیث صحیحہ درج کیے۔ اور جن احادیث کو مصنف نے
موضوع اور ناقابل اعتبار قرار دیا تھا ان کے صحیح ہونے کی نسبت حجج قاطعہ پیش کیے۔ ابتدا
میں ایک طویل مقدمہ لکھا اور اسے دو ابواب پر تقسیم کیا۔ پہلے باب میں علم حدیث کے
اصطلاحات۔ کتب صحاح اور ان کے جامعین کا تذکرہ۔ روایات ثقہ و غیر ثقہ کی نسبت امور
مابہ الامتیاز۔ تحقیق و تنقید کے اصول بیان کیے دوسرے باب میں ائمہ مذاہب اربعہ کے
حالات اور فضائل و خصائص تحریر فرمائے۔

یہ شرح ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۱۶ھ کو تمام ہوی (ص ۵۸) مصنف نے اصل رسالہ کے دو نام رکھے تھے۔ سفر السعادۃ اور صراط المستقیم۔ اس لئے شاہ صاحب نے بھی شرح کو دو ناموں موسوم کیا۔ ایک طریق الافادہ دوسرا طریق القویم۔

شرح مشکوٰۃ المصابیح امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کرکے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ خطیب ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العمری التبریزی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا۔ ثانیاً روایات حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اس کے ماخذات کا حوالہ لکھدیا۔ اس ترتیب و تہذیب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہوگئی اور اسے مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان سنہ ۷۳۷ھ کو اس کی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔

لمعات التنقیح (بزبان عربی) سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد شاہ صاحب نے اس کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا۔ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اسکی بنیاد ڈالی۔ سنہ ۱۰۱۹ھ کی ۱۳ ذی الحجہ کو اس کام کا آغاز کیا۔ چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ کو عربی شرح مکمل ہوی۔ اور فارسی شرح کا نصف حصہ تکمیل پایا۔

اشعۃ اللمعات بزبان فارسی بقیہ نصف اس کے چار سال بعد سنہ ۱۰۲۹ھ میں تمام ہوا شاہ صاحب نے اس کا نام اشعۃ اللمعات رکھا اور اس میں عربی شرح سے بہت زیادہ فوائد نفیسہ وحقائق دقیقہ بیان کئے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں اولاً احادیث کے اصطلاحات جمع کئے۔ اس کے بعد ان پندرہ جامعان حدیث کے تراجم لکھے جن کی کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ ہجری

صاحب جامع الصحیح (۲) الامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری المتوفی ۲۶۱ھ ہجری۔ صاحب جامع الصحیح (۳) الامام مالک بن انس الحمیری الاصبحی المدنی المتوفی ۱۷۹ھ صاحب الموطا (۴) الامام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ صاحب المسند (۶) الحافظ ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ صاحب الجامع الصحیح (۸) الحافظ ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب النسائی المتوفی ۳۰۳ھ صاحب السنن (۹) الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی المتوفی ۲۷۳ھ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ صاحب السنن (۱۲) الامام ابو بکر احمد بن حسین بن علی الخسروجردی البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام رزین بن معاویۃ العبدری السرقسطی المتوفی ۵۳۵ھ صاحب تجرید الصحاح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابو ذکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ شارح صحیح مسلم (۱۵) الامام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ

شرح فتوح الغیب شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ المتولد ۴۷۱ھ المتوفی ۵۶۱ھ کی کتاب فتوح الغیب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لمعات التنقیح کو ختم کرنے سے پہلے اُس کے اسرار و غوامض حل کرنے کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ ۔ شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے کہ ایک مبسوط کتاب سیر مصطفوی میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نور الحق بھی اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر السعادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروح

مبسوط کی ترتیب و تکمیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدارج النبوت کی تصنیف میں مصروف و مشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۰۴۲ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کئے۔

قسم اول ۔ در ذکر فضائل و کمالات جناب سید المرسلین صلعم

قسم دوم ۔ در ذکر ولادت مبارک و نبوت و ہجرت

قسم سوم ۔ در ذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا مبادی مرض وفات و وقوع یافت

قسم چہارم ۔ در ذکر حدوث مرض و وفات و تجہیز و تکفین وغیرہ

قسم پنجم در ذکر اولاد طاہرہ و ازواج مطہرہ و اعمام و عمات و اخوات رضاعی و خدام و موالی و کتاب عمال و موذنین وغیرہ

تکملہ در بیان بعضے از صفات کاملہ

کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھیے۔

۱۔ منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی	کلکتہ جلد سوم	ص ۱۱۳
۲۔ توزک جہانگیری	نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ	لکھنو	ص ۲۸۵
۳۔ بادشاہ نامہ	ملا عبد الحمید لاہوری	کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم	ص ۳۴۱
۴۔ طبقات شاہجہانی	محمد صادق	نسخہ خطی طبقہ دہم باب اول	
۵۔ کلمات الصادقین	محمد صادق	ذکر صد و دہم	
۶۔ عمل صالح	محمد صالح کنبوہ	نسخہ خطی خاتمہ در ذکر علماء و صلحا	
۷۔ ماثر الکرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	طبع آگرہ سنہ ۱۹۲۰ء	ص ۲۰
۸۔ سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ	ص ۵۲

۹۔ مظہر آدم ترجمہ سبحۃ المرجان — مولوی محمد شمس الدین احمد — لکھنؤ ۱۸۷۴ء — ص ۸۰

۱۰۔ آثار الصنادید — ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم — کانپور ۔ باب سوم — ص ۶۳

۱۱۔ ابجد العلوم — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال ۱۲۹۶ھ — ص ۹۰۰

۱۲۔ اتحاف النبلا — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال — ص ۳۰۳

۱۳۔ حدائق الحنفیہ — مولوی فقیر محمد — لکھنؤ ۱۸۹۱ء — ص ۴۰۹

۱۴۔ تذکرۂ علمائے ہند — مولوی رحمان علی ریوانی — لکھنؤ ۱۸۹۴ء — ص ۱۰۹

۱۵۔ بحر زخار — مولوی وجیہ الدین لکھنوی — خطی

۱۶۔ محبوب الالباب فہرست کتب خانہ — مولوی خدا بخش خاں — حیدر آباد ۱۳۰۰ھ — ص ۱۵

۱۷۔ مفتاح التواریخ — طامس ولیم بیل — لکھنؤ ۱۸۶۷ء — ص ۲۴۶

۱۸۔ تاریخ ہندوستان — سرجان ایلیٹ — لندن جلد ششم — ص ۱۷۵

۱۹۔ اورینٹل بیاگرافیکل ڈکشنری — طامس ولیم بیل — لندن — ص ۲

۲۰۔ فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم ۔ چارلس ریو — جلد اول — ص ۱۴

۲۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام — جلد اول — ص ۳۹

ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبد القادر بدایونی در ۱۰۰۴ھ

شیخ عبد الحق دہلوی حقی تخلص میکند کہ مجموعہ کمالات و منبع فضایل است و جمیع علوم عقلی و نقلی را درس می گوید ۔ و در تصوف رتبہ بلند دارد ۔ و از جملہ تصانیف

او ترجمه تاریخ مدینه سکینه و کتابی ست در احوال مشایخ و متاخر هند که ذکر الاولیا تاریخ آن ست - از عنفوان شباب در طلب داشت - و چند گاهی در فتح پور بنابر الفت قدیم با ملک الشعرا شیخ فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب بود - و فقیر نیز بتقریب ایشاں شرف خدمتش را در یافته پیوسته از فواید صحبتش محظوظ بودم -

و توفیق رفتن بکعبه شریفه رفیق او شد از دهلی بطریق جذبه بهیچ چیز مقید ناشده به گجرات رفت و بحسن سعی مرزا نظام الدین احمد و مددگاری او در جهاز نشسته به سفر حجاز رفت - با حاجی بیگم از حج باز گشته تا آگره آمد

و ملک الشعرا شیخ فیضی بعد از آمدن از ولایت دکن بنا بر روش قدیم ستم ظریفانه که یاراں را برائے گرمی مجلس و همزبانی خویش بجاں می خواست - اما پیوسته خطے چند مشتمل بر اظهار شوق طلب شیخ حقی از لاهور فرستاد و او از نهایت آزاری که در دل داشت نیامد و مکاتیب عذر آمیز نوشت -

(۲)

اقتباس از کتاب طبقات شاهجهانی تالیف ملا محمد صادق همدانی در ۱۰۴۶ھ

طبقه دهم باب اول

در سال نهصد و نود و پنج بطریق جذبه بحرمین شریفین رفت و با شیخ عبدالوهاب متقی که خلیفه اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی الله عنهما بوده صحبت داشت و علم حدیث تصحیح نمود - و اسناد عالی حاصل کرد - از طریقه قادریه و شاذلیه مجاز شد و برخصت شیخ عبدالوهاب متقی بوطن اصلی مراجعت نمود - و به دهلی آمد - در سال هزار و هشت حضرت قطب الدین خواجه محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سره بدار المعارف دهلی ارزانی

وفرمودہ مستعدان و خداپرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرہ قطبیت جمع آمدند حضرت مخدوم را فراوان محبت و اخلاص بہ حضرت خواجہ پیدا شد۔ بعد از اشارہ حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین جیلانی اخذ طریقہ نمودہ بہ طریقہ نقشبندیہ مشغول شد و بعد از چندگاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت۔ و بعد از وفات حضرت خواجہ حلاوت چاشنی خلوت و عزلت در مذاق حضرت مخدوم غالب آمدہ ترک آمد و رفت خانہ عالمیاں کرد۔ تا امسال کہ سال ہزار و چہل و شش است پائے شکیبائے از اں پیچیدہ بدرس و تلقین نیازمندان علم و عرفاء دہلی بر دارند و تمامی اوقات بابرکات بہ مطالعہ و درس حدیث و تفسیر مصروف است و عام خاص از انفاس متبرکہ وے محظوظ و مسرور است و پیوستہ بہ تصنیف کتب دینیہ اشتغال دارد۔ و در علوم عقلی و نقلی تصانیف کردہ است و تمام تصانیف وے صغیر و کبیر تا سال مذکور قریب صد باشد۔ از اں جملہ شرح سفر السعادۃ و شرح مشکات و ترجمہ مشکات در سیر مدارج النبوت دریں ایام بہ کلک تحریر سپردہ۔

(۳)

اقتباس از توزک جہانگیری

شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل و ارباب سعادت است دریں آمدن دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نمودہ بود مشتمل بر احوال مشائخ ہند بنظر در آمدہ خیلے زحمت کشیدہ مدتہاست کہ در گوشۂ دہلی بوضع توکل و تجرید بسر می بود مرد گرامی است صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراحم دلنوازے کردہ رخصت فرمودم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروردگار عالم جل جلالہ و عم نوالہ بفرستادۂ خود و برگزیدۂ درگاہ خود صلی اللہ علیہ
و آلہ و صحبہ و سلم میفرماید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثلہ مددا و در جائے دیگر میگوید ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام و البحر یمدہ من
بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ باید دانست کہ مراد بایں کلمات کہ اگر ہفت دریا سیاہی
شود و درختان ہمہ قلم گردد و ہنوز سپری نشود علوم و معانی است کہ دانائے غیب از کتاب
لاریب بہ بعضے از بندگان خود کہ تلامذہ درس قدس و خوانندگان کتاب مبین او یند
تعلیم و تلقین نمودہ است و جواہر حقائق و اسرار کہ از خزائن جود و موہبت نثار وقت
عارفان ساختہ و کنوز معارف و مواہب کہ از عالم لانہایۃ لہ در بواطن قدس مواطن ایشاں
نہادہ و بر لسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشاں جاری گردانیدہ است و الا
آنچہ صفات حق و ہو و ذات مطلق ست منزہ و مقدس است کہ بایں تمثیل و تنظیر
ازاں تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے نہایت گفتن اثبات تحدید و ثنائے و تقیید تعبیر یہ تقصیر
و کوتاہی ست چہ جائے ایں مبالغہ کہ تا نظر بہ تقیید و مشعر بہ تحدید ست ہ

آنجا کہ بینہایتی علم اقدس است — تمثیل را بہ بحر و درختاں مجال نیست
ہر پایہ کمال کہ در فہم ما رسد — در بارگاہ عزت باری کمال نیست
این بینہایتی صفت خلق خالق است — نسبت بذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موجی کہ از دریائے وحدت جوش زد و نخستین کلماتی کہ در کتاب لاریب فیہ نوشتہ آمد علوم و فیوض غیر متناہی الٰہیست کہ بر روح پر فتوح محمدی کہ روح کل و عقل اول و موجود ثانی است و مرآت صور تمامہ حقائق وجوبی و امکانی و جفر جامع حروف و اسمائے الٰہی و کتابی است فائض و نازل گشت و ہر چہ در کتاب غیب و شہادت و وحدت و کثرت و ذات و صفات و مکتوب و مسطور و مذکور بود ہمہ در لوح محفوظ ضمیر و کتاب مبین قلب وی ثبت یافت حقیقت محمدی را دریائے داں کہ ماہیات اشیاء و حقائق موجودات ہمہ امواج آں بحر مواج اند بعضی مثل آنہار و جداول و بعضے مثل اسقیہ و قرب و برخی مشابہ کوز و اقداح و پارہ بہ مشابہ ظروف و قطرات و ہر یکے بقدر استعداد و استمداد نصیبہ فیضی از آں دریا دارند نخست شاگرد رشید اوستاد ازل اوست کہ تحصیل علوم غیب استفادہ معارف لاریب کہ کلمات اللہ و کلمات ربی عبارت از اں است تحصیل کردہ و تکمیل نمودہ ہم دراں عالم مدرسہ محمدیہ عربیہ کہ بنا کردہ صانع قدیم ست خلافت عن اللہ بر مسند تدریس جلوہ فرمودہ بر ارواح انبیا کہ طلبہ علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند افادہ و افاضہ نمودہ و ہمہ را تعلیم و تربیت فرمود کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین اشارتی بہ شرح و بیان آں داستان است یعنے پیش از خلق اجساد و اشباہ روح من در عالم ارواح بہ صفت نبوت و انباء و تقدیم و ترتیب ارواح انبیاء متصف بودم و انبیاء و رسل ہمہ حکم امت داشتند و از ینجا کہ نبی الانبیاء و مہد الرسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست ؎

خیر الوریٰ امام رسل خواجۂ دو کون — او از خدا و ہر چہ جز او منتہی از و
شاگرد کردگار و جہاں اوستاد خلق — دریائے علم و مخزن دین کان گفت و گو

اوجان جملہ عالم حق جان جان شمار حق را بغیر واسطۂ ذات او مجو

وصل

بعد از نزول و انتقال از آں عالم حضرات انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ حاضران مجلس علم و شاگردان حوزۂ درس او بودند و ہر یکی کتابی از علم و بابی از دین خواندہ و تحصیل نمودہ بود بر مسند افادہ نشستہ کلمات اللہ را بر خلق افادہ و افاضہ فرمودند مقدم ایشاں آدم صفی آمد کہ با وجود نسبت ابوت در درس آں خلف صدق زانوئی ادب زدہ صحاح لغات اسماء را تعلم نمودہ بود بر مسند خلافت تکیہ زدہ۔ ساکنان ملاء اعلیٰ را تعلیم و تلقین نمودہ حق استادی بر ایشاں ثابت گردانیدہ مقدوم و مسجود ایشاں گشت غلغلہ در کشور ملکوت افگندند و تمامہ کائنات از تحیر و تعجب انگشت بر دہاں نہادند و دست بر دست زدند کہ ایں چیست کہ لعبتی از خاک بساز ند و چنیں بنوازند و بر پاک زادان عالم ملکوت سرفراز گردانند و ندانستند کہ ایں خاک گنجینۂ اسرار احدی و مستودع جوہر محمدی و اسرار نامۂ الٰہی و مجموعہ کلمات نامتناہی است و بہ حقیقت مقصود اقامت حجت ربوبیت و تعلیم آداب عبودیت و اثبات افضلیت علم بر عبادت و اتمیت کلمات اللہ بر تسبیح و اظہار احجیت و فوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان صوامع قدس بود و آدم بجہت مظہریت اسماء و صفات الٰہی را نسخہ بود جامع و کتابی بود وافی مشتمل بر آیات و کلمات الٰہی تعالیٰ و تقدس و ملایکہ را ببطالعۂ آں علوم و معارف معلوم و منکشف شد کہ ہرگز آں را نخواندہ و ندیدہ بودند و بایں جہت نیز آدم را بر ملائکہ حق استادی بہم رسید مگر کوردلی و سیہ بختی کہ ایں آیات نخواندہ و در کوجہل و عتو فرو رفتہ بداغ طرد و لعن موسوم آمد از دیوان سعادت نام ایں محو شد نعوذ باللہ من ذلک بعد از آں چوں بحکم ترکیب بشری و مقتضای حکمت الٰہی خطیۂ از آدم بوجود آمد بتلقی کلمات انابت و رحمت از پروردگار تعالیٰ و تقدس کہ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ بہ مقامی بالاتر از اجتباء

وہدایت نشت وجامعیت دگر یافت و بعد از آدم صفی این کلمات از ابراہیم خلیل
رب جلیل ظہور یافت کہ بعد از اتمام وادای حقوق آں بہ منصب امامت و مقام خلت
اختصاص یافت واذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما
و بعد از ابراہیم موسی کلیم اللہ مشرف و مخصوص بکلمات گشت و بے واسطہ کلام حق شنید
وکلم اللہ موسی تکلیما و پس از کلیم عیسی روح اللہ آمد و مسمی بکلمۃ اللہ شد و در مہد سخن کرد و
در عہد طفولیت کتاب اللہ خواند و بہ آں کلمات مردہ را زندہ گردانید و ابراء اکمہ و ابرص
کرد و ہمہ انبیاء و اولیا مظہر کلمات اللہ و محل خطاب او یند بلکہ ہمہ ذرات کائنات و اجزائے
عالم ناطق بہ ثنائے حق و شاہد بر کمالات الہی و مظہر کلمات نامحدود نامتناہی وی
تعالی و تقدس اند چنانکہ اگر ہفت دریا سیاہی شوند و ہمہ درختان قلم گردند ہمہ ذرات
زبان باشند سپری نگردد ؎

ہمہ ذرات آیات آلہ اند   بر اثبات وجود او گواہ اند
زبان حال ہر ایک گشتہ گویا   کہ موجود حقیقی لیس الا
کلام آخر ہمیں نی صورت حرفست   کہ قانون بیانش نحو و صرف است
کلام البتہ موقوف زبان نیست   اگر بود زبان آنرا زیان نیست
و گر ہم ہست ہر یک را زبان نیست   بزیر ہر زبان شیریں بیان ست
ہمہ کس با زبان خویش گویاست   بعلم کش خداداد ست داناست
ہر آنچہ کرد بر معنی دلالت   بود نفی کلام از وے جہالت
بایں معنی ہمہ عالم کلام ست   بگوش اہل دل زانسو پیام ست
ز ہر ذرہ شنو گر گوش داری   بآواز بلند اوصاف باری

وصل

بعد از ظہور عالم اجسام و انقضای دور نبوت انبیائے کرام علیہما الصلوۃ والسلام

حکمت الٰہی اقتضای آں کرد چنانچہ ابتدائی کارخانۂ نبوت و فتحیاب فیض و فتوت و
تعلیم و تربیت بروح پرفتوح محمدی بود صلی اللہ علیہ وسلم ختم و انتہائی این کار نیز بوی کرد
و دورۂ ایجاد و امداد بوی تمام شود پس ہماں روح اعظم و عقل کل بصورت عنصری و ہیکل
بشری وی متعلق شدہ از علوم و فیوض کہ تعلق باین نشاءٔ داشت افادہ و افاضہ
شرح و بیان کلمات اللہ نمودہ عالم و عالمیاں را تا دور قیامت مملو و مشحون گردانید
نخست عصابہ صحابہ کہ بہ استفاضہ و استفادہ قربت نزد جماعۂ اہل بیت نبو کہ بطہارت
و اصابت مخصوص تر بودند جداول و انہار آں دریا و کواکب و اقمار آں بضیا گشتند
و عالم را از آثار علم و انوار ہدایت مستفیض و مستضی گردانیدند و بعد از ایشاں تابعین و
تبع تابعین کہ پیران راسخین و وارثان علم دین اند کمر جد و اجتہاد بستہ و در نشر علم اصولاً
و فروعاً کوشیدہ لوار دین در آیات اسلام بحکم و کلمۃ اللہ ہی العلیا باعلی علیین بردند
و آفاق و اکناف عالم را شرقاً و غرباً بانوار علوم و فہوم روشن ساختند و از یک کلمہ کلمات
و از یک حرف حکایات استنباط نمودند و شجرۂ طیبہ علم را کہ مثال کلمہ طیبہ است بصفت
اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء از حضیض ثری باوج ثریا بردند قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان الدین معلقاً بالثریا لنالہ رجال من فارس و بعد از ایشاں جماہیر
ثقات و مشاہیر علما اخبار و آثار روایت کردہ انواع علوم و اقسام فنون فراہم آوردہ
و قواعد و اصطلاحات بستہ و کتب و دفاتر ساختہ و ابواب و فصول ترتیب دادہ
از حد حصر و حیطۂ قیاس بیروں بردند و ہمچنیں قرناً بعد قرن و علما و فضلا و فصحا و بلغا
کہ افاضل ملت و اکابر و اعیان این خیر امت و مکثران سواد علم و شحنہائے بلاد فضل
و نبلای وقت و فضلائے روزگار اند در ہیر اقلیمی و ہر ولایتی و ہر شہری دریں مدت
یکہزار و کسری پیدا شدند کہ در ہیچ ملتی و امتی از امم سابقہ و ملل سالفہ با وجود امداد مدد
طول اعمار بوجود نیامدہ و ظہور نیافتند خصوصاً از طائفہ درویشاں از اہل صفوت و

ولایت وزہادت وعبادت وریاضت ومجاہدت کہ مطالع انوار معرفت ومخازن اسرار محبت ومظہر کرامات ومصدر خوارق عادت واصحاب کلمات وعبارات ظاہر و اہل رموز واشارات واحوال ومقامات ایں طایفہ علیہ است قدس اللہ اسرارہم واظہر انوارہم

وصل

وچوں ایں انوار سرمدی از مطالعہ انوار محمدی علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا بر اطراف واکناف ہندوستان تافتہ بر معمورۂ دہلی کہ مرکز دائرۂ ولایت وکرامت وقبتہ الاسلام دین وملت ست قرار یافت جمعی کثیر وجم غفیر از طوائف انام وقبائل اہل اسلام از مشائخ عظام وعلمار کرام وفصحای شیریں کلام از آفاق عالم از ولایت عرب وعجم نزول اجلال نمودہ دریں بلدہ کرامت انجام اقامت فرمودند۔ واطراف واکناف ایں دیار کہ بہ ظلمت کفر وجہل تنگ وتیرہ شدہ بود بہ نور ایمان وعلم روشن وکشادہ گردانیدند وکاتب سطور عصمہ اللہ اوقاتہ عن الضیاع والفتور تذکرہ ملوک وامرا در تاریخ نامہ ایں دیار کہ مسمی بذکر ملوک[1] ومتضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ ذکر مشایخ صلحا در کتاب اخبار الاخیار[2] کہ موسوم بہ سمت شیوع واشتہار است ذکر کردہ اما ذکر فضلا

---

[1] ذکر ملوک۔ ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور اُن کے ان ہمعصر بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو بنگالہ دکن گجرات مالوہ۔ جون پور۔ ملتان اور کشمیر وغیرہ ممالک میں بر سر حکومت رہے ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوی ہے۔ ذکر ملوک تاریخی نام ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ہمارے مضمون مورخین ہند میں دیکھئے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے اڈتیسویں سال جلوس میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن تاریخ کے نمبر ۲۰۶ پر تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے۔

[2] اخبار الاخیار۔ ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے۔ سنہ ۹۹۹ھ میں تصنیف ہوا ہے ذکر الاولیا اس کا تاریخی نام ہے۔ نام وتاریخ ایں کتاب عزیز گر کنی ذکر اولیا را احسن اسمیں خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی رح کے عہد سے زمانۂ تالیف کتاب تک دو سو چوراسی بزرگوں کے حالات ہیں۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا ہے۔ بمقام میرٹھ۔ مطبع ہاشمی سنہ ۱۲۷۷ھ۔ بمقام دہلی۔ مطبع محمدی سنہ ۱۲۸۳ھ و مطبع مجتبائی سنہ ۱۳۰۹ھ

از علما و شعرا بعد از حزم و یقین به آنکه بسیار بودند چوں نام و نشان ایشان پیدا نیست و افعال و آثار تصنیفات و تالیفات هویدا نتوانست نوشت۔

شعر

ان آثار نا تدل علینا   فانظروا بعدنا الی الآثار

و اگر چه میتواند که بوجود آمده باشد اما چوں باقی نماند و مشهور نشد حکم هبآ منثورا دارد و قبول و اشتهار نعمتی دیگر ست که از اختیار بنده بیرون ست ؎

قبول خاطر آں در دست کس نیست   به مقبولی کسی را دست رس نیست

رزقنا الله مگر چندے که نام و نشان ایشاں مذکور و تصانیف و توالیف مکتوب و مسطور است یکی از اں افاضل که در زمان کرامت نشان سلطان[1] ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش انار الله برهانه که او را سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی منهاج الدین[2] جوزجانی بود مولف تاریخ طبقات[3] ناصری که بنام سلطان مذکور نوشته یادگاری برلے

---

[1] سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش۔ یہ بادشاہ ۶۴۳ھ سے ۶۶۴ھ دہلی میں برسرحکومت رہا ہے۔ طبقات اکبری صد ۳۵ منتخب التواریخ طبع لکھنؤ صد ۲۵ تاریخ فرشتہ جلد اول صد۔

[2] قاضی منہاج الدین۔ پورا نام منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی ہے اس کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ اخبار الاخیار صد ۷ میں مذکور ہیں اس کا اور اس کے اجداد کا مفصل تذکرہ نواب ضیاء الدین احمد خاں المتخلص بہ نیر نے طبقات ناصری سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو برٹش میوزیم میں مشرقی شعبہ کے نمبر ۱۸۸ پر محفوظ ہے نیز ریورٹی نے بھی ترجمہ طبقات ناصری کے دیباچہ میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

[3] طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور ۶۵۸ھ کے قریب تمام ہوی ہے اس کے مضامین (۲۳) طبقات پہ منقسم ہیں (۱) ذکر انبیاء علیہم السلام (۲) ذکر خلفاء راشدین (۳) ذکر خلفاء بنی امیہ (۴) ذکر خلفاء عباسیہ (۵) ذکر سلاطین عجم (۶) ذکر سلاطین عرب (۷) ذکر سلاطین طاہریہ (۸) ذکر سلاطین صفاریہ (۹) ذکر سلاطین سامانیہ (۱۰) ذکر سلاطین دیالمہ (۱۱) ذکر سلاطین سبکتگینیہ (۱۲) ذکر سلاطین سلجوقیہ (۱۳) ذکر سلاطین سنجاریہ (۱۴) ذکر سلاطین

خود گذاشته است اگرچه در بلاغت و براعت چندان ید طولانی ندارد اما کلام او از اختصار و ایجاز بے گوشه متانت و پختگی نیست برخی از احوال وی از آنچه و ملفوظات مشایخ مذکور ست در اخبار الاخیار مسطور است رحمة الله علیه

دیگر ضیاء برنی[1] صاحب تاریخ فیروز شاهی[2] که بعد از طبقات ناصری از ابتدای سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن تا احوال شش ساله فیروز شاه نوشته است و تالیفها و رسالهای دیگر نیز دارد[3] مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سره چیزی از احوال و اقوال وی نیز در اخبار الاخیار مذکور ست رحمة الله علیه

(بقیه گذشته) نیمروز (۱۵) ذکر سلاطین کردیه (۱۶) ذکر سلاطین خوارزم شاهیه (۱۷-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین شنسبانیه (۲۰-۲۱-۲۲) ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج چنگیز خاں - ریورٹی نے پہلے چھ طبقات کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۷ء تک لندن میں طبع ہوا ہے - ڈاکٹر لیس نے فارسی متن کے آٹھ طبقے (۱۱-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) ۱۸۶۴ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں -

[1] خواجہ ضیاء الدین برنی - اخبار الاخیار کے صفحہ (۱۰۰) پر ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں مولوی سید حسن برنی نے تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کر کے خواجہ صاحب کا ایک مبسوط تذکرہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالۂ جامعہ بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا ہے - خواجہ صاحب نے ۷۵۸ھ کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء کے جوار میں مدفون ہوئے -

[2] تاریخ فیروز شاہی - طبقات ناصری کا تکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک تخت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے - ڈاکٹر سید احمد خاں مرحوم نے اسکی تصحیح کر کے ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے -

[3] خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں - ماثر السادات - حسرت نامہ - تاریخ آل برامکہ وغیرہ آخر الذکر کتاب ۱۲۸۷ھ میں بمبئی میں چھپی ہے -

وبعد از دی مردی دیگر تتمہ احوال سلطان فیروز شاہ و احوال بادشاہان گجرات مسمی بتاریخ بہادر شاہی[1] نوشتہ رفتہ است و تاریخ محمدی[2] نیز تاریخی ست کہ شخصی نوشتہ و تاریخ دیگر شمس سراج عفیف نوشتہ است[3]

ویکی از آنہا کہ مشہور ست بہ تصانیف و توالیف نظماً و نثراً ضیاء نخشبی[4] است کہ در بداؤن بود اگرچہ سخنان او نہ دراں مرتبہ است کہ تواں ذکر کرد اما مردی بود در

---

[1] تاریخ بہادر شاہی۔ یہ کتاب اس وقت نہایت نایاب ہے۔ بہادر شاہ بادشاہ گجرات (د سنہ ۹۳۲ تا ۹۴۳ھ) کے ایما سے تصنیف ہوی ہے اس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ سے بہادر شاہ کی تخت نشینی تک سلاطین ہند و گجرات کے حالات مرقوم ہیں۔ عہد مغلیہ میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ اکثر جگہ ملتا ہے مثلاً طبقات اکبری صد ۳ تاریخ فرشتہ جلد اول صد مراۃ سکندری صد مرزا سکندر منجھو مصنف مراۃ سکندری نے اس کی نسبت اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے "بعد از ان شخصے تاریخ بہادر شاہی نوشتہ بعبارتی کہ مدعا ازاں مفہوم نمی شود مگر بہ قرینہ و قیاس"

[2] تاریخ محمدی۔ یہ کتاب بھی اس وقت نہایت نایاب ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی نے اس کا نام بھی طبقات اکبری کے ماخذات میں درج کیا ہے۔ طبقات اکبری ۱۱۱۳

[3] شمس سراج عفیف کی کتاب کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے اس میں مصنف نے سلطان فیروز شاہ (د سنہ ۷۵۲ تا ۷۹۰ھ) کے حالات ولادت سے وفات تک نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر نامولیس نے سنہ ۱۸۹۱ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اسے طبع کرایا ہے۔

[4] مولانا ضیاء الدین نخشبی۔ ان کے حالات اخبار الاخیار میں صفحہ ۱۰۴ پر مرقوم ہیں انھوں نے نظم و نثر میں بہت سی تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں مثلاً سلک السلوک یہ کتاب تصوف میں ہے اور سنہ ۱۳۱۲ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوی ہے۔ گلریز۔ یہ ادبی تصنیف ہے اسے مسٹر آزاد اور محمد کاظم شیرازی نے تصحیح کرکے سنہ ۱۹۱۲ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے۔ کلیات و جزئیات عشر مبشرہ۔ چہل ناموس طوطی نامہ۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کے

گوشہ غربت خمول افتادہ واز مدح وذم رد و قبول واعتقاد و انکار خلق دم بستہ وخود زباں کشادہ ذکر وی نیز در اخبار الاخیار کردہ شدہ است ونقلی چند از سلک سلوک کہ از میاں تالیفات وی در بیان سخنان ایں قوم بدل نزدیک تر است ایراد یافتہ ودر بداول

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

طوطی نامہ کو مولانا نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں طوطے کی کہی ہوئی باون کہانیاں مذکور ہیں۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو جرمنی اور انگریزی زبانوں میں اس کے متعدد خلاصے اور ترجمے ہوئے ہیں جنکی تفصیل ہماری کتاب اردوے قدیم کے ضمیمہ دوم میں مذکور ہے اور اس کا اختصار یہ ہے۔

فارسی زبان میں طوطی نامے کے دو خلاصے ہوئے ہیں (۱) از شیخ ابو الفضل علامی اس کا نسخہ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے فن قصص ۱۴۵ (۲) از سید محمد قادری بہ سنہ ۱۸۰۱ء میں بہ مقام کلکتہ اور سنہ ۱۸۱۰ء میں بہ مقام لندن چھپا ہے۔

مولانا ضیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم (سنہ ۹۲۶ تا سنہ ۹۷۴ھ) ترجمہ ہوا اس ترکی ترجمہ کو جارج راسین نے جرمنی میں ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں چھپا ہے۔

(۲) دکنی زبان میں دو ترجمے ہوئے ہیں اور دونوں منظوم ہیں پہلا غواصی کا ترجمہ ہے۔ جو سنہ ۱۰۴۹ھ میں تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن نشاطی نے سنہ ۱۰۶۶ھ میں کیا ہے۔

(۳) انگریزی میں جیرانس نے ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۷۹۲ء میں لندن میں چھپا ہے۔

سید محمد قادری کے خلاصے کے حسب ذیل تراجم شائع ہوئے ہیں۔

(۱) دکنی نثر میں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ سنہ ۱۲۴۲ھ میں تمام ہوا ہے۔

(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گل گرسٹ کی فرمائش سے سنہ ۱۲۱۶ھ میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔

مردی بود شہاب[۱] مہمرہ در اشعار امیر خسرو ذکر وی آمدہ است کہ او را تقدم گونہ
ازاں مفہوم میگردد آنجا کہ گفتہ است ؎

زلزلہ افگند در گور شہاب مہمرہ

و دریں زمانہ از سخناں وی چیزے مشہور نیست۔

تاج ریزہ نیز شاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زماں سلطان علاء الدین
بود و اکتساب فضائل نمود و اکثر فضلائے عصر بروی تلمذ میکردند و شیخ نظام الدین اولیا
قدس اللہ سرہ نیز در آوان طالب علمی نزد وی مقامات حریری خواندہ گفتہ است ؎

صدرا کنوں بکام دل دوستاں شدے   مستوفی ممالک ہندوستاں شدے

و در زمان دولت سلطان علاء الدین دہلی محط رجال افاضل و مجمع فضلائے کامل بود
با وجود جہل و مکابرہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ آں مرد بایں
طائفہ داشت خاصیت آں زماں چنیں افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعر و اشہر
شعرائے آں وقت میر حسن و میر خسرو بودند علیہما الرحمہ و الغفران اما

(بقیہ حاشیہ گذشتہ (۳) انگریزی میں گلاڈوین نے ترجمہ کیا جو فارسی متن کے ساتھ سنہ ۱۸۱۱ء میں کلکتہ میں چھپا ہے۔

(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے۔

[۱] شہاب الدین مہمرہ ان کے والد کا نام جمال الدین تھا۔ مہمرہ واقع مملکت فارس میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان میں آکر بدایوں میں سکونت اختیار کی۔ سلطان رکن الدین فیروز بن سلطان شمس الدین التمش کے معاصر اور شیخ ضیاء الدین نخشبی کے استاد تھے۔ امیر خسرو کے قصاید میں ایک شعر بھی ملتا ہے جس میں شہاب مہمرہ کا ذکر آیا ہے۔

در بدایوں مہمرہ سرمست برخیز از خواب   گر برآرد غلغلہ مرغان دہلی زیں نوا

شیخ عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید بھی نقل کئے ہیں۔

امیر خسرو[1] سلطان الشعرا و برہان الفضلا است و وی عالمی بود از عوالم خداوندی
آنچہ او را اطوار سخن و اقسام کلام از صنائع و بدائع و مضامین و معانی دست دادہ
کم کسی را دادہ باشد شعر بسیار گفتہ اما انتخاب نمودہ و دواوین متعدد جمع کردہ و ترتیب
دادہ است[2] و در بیان کثرت اشعار خود سخنی خوش طبعانہ بطریق ابہام و ایہام گفتہ
اشعار من از چہار صد ہزار کمتر است و از سیصد ہزار بیشتر و امیر حسن[3] اگرچہ شعر کم گفتہ

---

[1] امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر العجم اور مولوی سعید احمد مارہروی نے حیات خسرو میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز دیکھیے کتب ذیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور ص ۱۵۸ اخبار الاخیار ص ۹۶ بہارستان جامی ص ۹۳ میخانہ ص ۵۸ ہفت آسمان ص ۹۳ خزانہ عامرہ ص ۲۰۹ سفینۃ الاولیا ص ۸۵ نتائج الافکار ص ۱۴

[2] امیر خسرو نے اپنے اشعار پانچ دواوین میں مرتب کیے ہیں (۱) تحفۃ الصغر جس میں سولھویں سال سے انیسویں سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط الحیوٰۃ جس میں چوبیسویں سال سے بتیسویں سال تک کا کلام شامل ہے (۳) غرۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو بتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک منظوم ہوا ہے۔ (۴) بقیہ نقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اس کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونسٹھویں سال تک ہے۔ (۵) نہایۃ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے منظومات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار دواوین ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا نام ارباع عناصر رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور ۱۲۸۵ھ میں نول کشور پریس میں طبع ہوا ہے لیکن متن کے اس جملہ سے "اما انتخاب نمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہانگیر کے عہد تک گمنام تھا اور عام طور پر مروج و مقبول نہیں ہوا تھا۔

[3] امیر حسن سنجری۔ ان کے حالات دیکھیے کتب ذیل میں۔ اخبار الاخیار ص ۹۸ تذکرہ دولت شاہ ص ۱۴۴ بہارستان جامی ص ۹۲ نتائج الافکار ص ۲۱۱۔ ان کا دیوان گذشتہ سال دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اما آنچه گفته سنجیده گفته و شیرین گفته سخن شیخ ایشان در تمیز و تفرقه سخن هردو بس است که فرمود خسرو ما دریائے شوراست و حسن جوی شیرین۔

فصل

بعد از دور علائی علو مرتبه علم و فضل روی به تنزل و انحطاط نهاد و سخن رنگ دیگر گرفت تا آنکه سلطان محمد تغلق[1] از اقسام فضایل حظی وافر داشت اما آنقدر فضلا که در زمان علاء الدین فراہم آمده بودند در زمان وی نبودند یکی از مشاهیر علما و اساتذه شهر مولانا معین الدین عمرانی[2] بود که بر کنز و منار و حسامی و تلخیص و مفتاح حواشی مفید و متین دارد و سلطان محمد او را به طلب قاضی عضد الملة والدین الایجی بشیراز فرستاده و تحلیه و توشیح کتاب مواقف بنام خود استدعا نموده بود چون مولانا نزد قاضی رفت و بر سیر ولایت هندوستان ترغیب نمود و آنچه سلطان محمد درخواسته بود اظهار کرد پادشاه آن وقت نزد قاضی عضد آمد و تمامه ولایت با سلطنت پیش کش نمود قاضی طریقه حیا و انصاف را سلوک نمود هوائے سیر هندوستان از سر بر آورد و مواقف را هم بنام پادشاه خود ساخت۔

و در عهد سلطان فیروز نیز علما و فضلا و فقها بودند که بر مسند درس و افاده جای داشتند و تاتارخانی[3] که کتابے طویل و بسیط در علم فقه است هم در عهد دولت

---

[1] سلطان بن تغلق شاه نے ۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ تک حکومت کی ہے۔

[2] معین الدین عمرانی ان کے لئے دیکھئے سبحۃ المرجان صفحہ ۳۳۔ مآثر الکرام صفحہ ۱۸۴

[3] تاتارخان شمس سراج عفیف کی تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۳۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان اعظم تاتارخان سلطان فیروز شاہ کے امرائے عظام سے تھا اور اسے علوم شرعیہ میں خوب مہارت تھی۔ اس نے علمائے دینیہ میں دو مبسوط کتابیں مدون کرائی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر ہے جس میں مفسرین کی تمام توضیحات جمع کئے ہیں۔ دوسری فقہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں فقہا کے ہزارہا مسائل فقہا کے اختلافات اور ہر مسئلہ

سلطان فیروز بنام تاتار خاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف وے مولانا عالم اندرپتی[1] است و بعضی گویند این تاتار خاں کہ این کتاب بنام اوست از امرائے علائی بود واللہ اعلم

ویکی از علمائے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تھانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلائے این وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] با وجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر از

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتار خانی اور فتاوی تاتار خانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۶۵ تا ۶۶ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علاء الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی سنہ ۹۵۶ھ نے اسکی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صہ ۲۱۱

[1] اندرپتی۔ اندرپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قرب وجوار میں آباد تھا تاریخ فیروز شاہی صہ ۱۳۴

[2] مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کرکے کالپی میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صہ ۱۳۹ مآثر الکرام صہ ۱۸۵ تذکرہ علمائے ہند صہ ۵۸

[3] قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم سنہ ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صہ ۱۴۶ سبحۃ المرجان صہ ۲۹ مآثر الکرام صہ ۱۸۳ تذکرہ علمائے ہند صہ ۱۳۳

شعر فارسی اوست و لامیۃ العجم که قصیده[1] مشهور است و فصحا و بلغائے عجم و عرب
به معارضه آں دست زده وی نیز به معارضه آں ایستاده از عهده آں بر وجه احسن
برآمده است و مولانا احمد تهانیسری[2] نیز بزبان عربی شعر گفته و قصیده والیه وال ادات
بر فضل و بلاغت وی و اینها همه در اخبار الاخیار مسطور است۔

و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاه که او را ختم بادشاهان هند میگویند
و بعد از وی مجموعه سلطنت ایں دیار قطعه شده و مانند ملوک آفاق در هر ناصیه
بادشاهی پیدا آمده در زمان سلطان ابراهیم[3] شرقی که در جانب جونپور پیدا شد
قاضی شهاب الدین[4] زاولی دولت آبادی که شهاب ثاقب و کواکب دری

---

[1] لامیۃ العجم - عربی زبان کا مشہور قصیدہ ہے جسے مؤید الدین اسمٰعیل بن حسین بن علی محمد الکاتب الطغرائی المتوفی ۵۱۴ھ نے ۵۰۵ھ میں بمقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت اور زمانہ کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۳۴۵

[2] مولانا احمد تھانیسری - مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی - قبر آپ کی قلعہ کالپی میں واقع ہے
اخبار الاخیار ص ۱۴۰ سبحۃ المرجان ص ۳۲ ماثر الکرام ص ۱۸۶ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰

[3] سلطان شمس الدین ابراہیم بن مبارک شاہ - جونپور کی سلطنت شرقیہ کا تیسرا حکمراں ۸۰۳ھ سے ۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ذی علم اور علم دوست و فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد ۲

[4] قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی عبد المقتدر الشریحی - وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ بمقام جون پور مسجد سلطان ابراہیم کے جانب جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۴۳ - سبحۃ المرجان ص ۳۹ ماثر الکرام ص ۱۸۸ تذکرہ علمائے ہند ص ۸۸

ایں دیار است پیدا شد او را در زمان او ملک العلماء میگفتند اگرچہ دراں زمان دیگر علما ہم بودند اما قبولی و شہرتی کہ او را حاصل شد دیگری را نبود خود تصنیفات دارد آثار موسوم بسمت قبول و اشتہار مثل حواشی[1] کافیہ کہ منقح ترین تصنیفات اوست و ارشاد[2] و بدیع البیان[3] وغیراں و بزدوی[4] نیز شرحی دارد نا تمام و تفسیری دارد مسمی بہ بحر مواج[5] بعبارت فارسی کہ در رعایت سجع تکلفہا نمودہ و بجہت آں الفاظ

---

[1] حواشی کافیہ۔ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب المتوفی ۶۴۶ھ کا مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب نے اس پر مبسوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظنون جلد دوم صفحہ ۲۵ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (۱۶۵) پر موجود ہے۔

[2] ارشاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور ۱۳۰۹ھ میں حیدرآباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو ۶۸۹ھ میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ۵۵ پر محفوظ ہے۔

[3] بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغت میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع المیزان لکھا ہے۔ سبحۃ المرجان صفحہ ۳۹ مآثر الکرام صفحہ ۱۸۹

[4] شرح بزدوی۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ نے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور عام طور پر اصول بزدوی کہلاتا ہے قاضی شہاب الدین نے اسی کی شرح لکھی۔

[5] بحر مواج۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸ پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ۹۲ و ۲۹۸ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد جس میں صرف سورہ بقر کی تفسیر ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

وعبارات حشو و لاطایل بسیار آورده و با قطع نظر ازاں کتابی مفید و نافع و قابل تنقیح و تہذیب است و بعد از قاضی شہاب الدین مولانا شیخ الہداد[1] جونپوری کہ مردی ملا و درویش بود نیز قلم بہ تالیف و تحریر جاری ساخت و حواشی قاضی[2] را شرح کرد و بر ہدایہ[3] و مدارک[4] و بزدوی نیز شرح نوشت سوالہای وی قوی تر از جواب ہاست و جماعہ[5] دیگر از اہل آں دیار نیز حواشی قاضی را شرح کردہ اند ولیکن شرح میاں الہداد نسبت بایہا قوی تر و موجہ تر است و متعارف دراں دیار از علوم صرف و نحو و فقہ و اصول فقہ بود و علوم دیگر از معقولات قلیل و نادر بلکہ معدوم بود و یکے از شعرای زباں سلطان فیروز بلکہ بالاتر ازاں مطہر کڑہ[6] بود سخن وی خالی از فصاحتی و

---

۱ شیخ الہداد جونپوری سنہ ۹۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے سلطان سکندر لودھی کے معاصر تھے حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار صفحہ ۱۸۸ سبحۃ المرجان ص۔۔ ماثر الکرام صفحہ ۱۹۲ تذکرۂ علماے ہند صفحہ ۲۵ منتخب التواریخ صفحہ ۸۶

۲ حواشی قاضی سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب حواشی کافیہ مراد ہے۔ دیکھو نوٹ (۱) متعلقہ صفحہ (۱۶)

۳ ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے جسے شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی سنہ ۵۹۳ھ نے تصنیف کیا ہے۔

۴ مدارک سے مشہور تفسیر مدارک التنزیل و حقایق التاویل مراد ہے جسے امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی المتوفی سنہ ۷۱۰ھ نے تصنیف کیا ہے۔

۵ شرح کردہ اند۔ شیخ صفی الدین بن نصیر الدین۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے دختر زادے تھے انھوں نے بھی قاضی صاحب کے حواشی کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام غایۃ التحقیق ہے۔

۶ مولانا مطہر متوطن شہر کڑہ۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی دیکھو اخبار الاخیار صفحہ ۸۳۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیت ہیں اور ان کی اولاد اکبر کے عہد تک لکھنو

وبلاغتی نیست دیوانی دارد، در قصاید که دریں روزگار کمیاب بلکہ نایاب ست در اخبار الاخیار چند بیت ازوے در ذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشتہ شدہ است و درہمان جزو زمان مغیث ہانسوی[1] نیز شخصی بود کہ بعالم فضیلت نسبتی داشت در بیان صنائع وبدایع رسالہ دارد اما مشہور نیست و ذکری ازیں مرد نیز در ذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است ۔

دیگر ظہیر دہلوی[2] بود کہ شیخ جمالی اور اظہیر میخواند بجہت عدم رطوبت سخن وی وایں شیخ جمالی[3] در زمان سلطان سکندر لودہی ونصیر الدین ہمایون بادشاہ وازاکابر شہر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) میں سکونت پذیر تھی ۔ منتخب التواریخ ص۲۶

[1] شیخ مغیث الدین ہانسوی دیکھو اخبار الاخیار ص۔ محمد بن قوام بن رستم بلخی نے ۹۵۰ھ میں مخزن الاسرار نظامی شرح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں علم وفضل میں بے نظیر اور معانی وبیان میں بے عدیل ہیں اور ان کی تصنیفات سے ایک کتاب بدیع الحکایات بھی بتائی اور اسے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں ۔

[2] مولانا ظہیر دہلوی ۔ سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق (۷۹۶ھ تا ۸۱۵ھ) کے درباری شعرا سے ہیں ۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید نقل کئے ہیں اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی ظہیر شاعرے کہ شعرش کرلے خواندن کند در ہندوستان برنخواست ۔ منتخب التواریخ ص۲۶۳ رحصہ۱

[3] مولانا جمالی دہلوی ۔ شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودہی کے ندیمان خاص سے تھے انھوں نے عرب وایران کی سیاحت بھی کی تھی ۔ دوران سفر میں مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ جلال الدین دوانی سے ملاقات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا ۔ ہمایون بادشاہ کے زمانہ میں ۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے ۔ سیر العارفین کے نام سے ہندوستان کے مشائخین کرام کا تذکرہ لکھا ہے ۔ اس کو خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی سے

بود دیوانی دارد مشتمل بر قصیده و غزل و کتاب مثنوی نیز دارد مسمی بمہر و ماہ و بعد ازوی
پسروی حیاتی[1] فطرت و سلیقہ درست داشت اگر دریں زماں می بود در شعر سر آمد
روزگار می شد میگویند کہ تاریخی نوشتہ بود بنام سلیم شاہ مصنوع مطبوع کہ باقی نماند
و در زمان ما قریب باین زمان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین[2] بودند کہ
سیفی تخلص میکردند و در میان اقران خود از اہل ہندوستان در سلامت سخن و درستی
زبان ممتاز بودند و رفتن آں عزیز از سر این مسکین مطابق آں بیت ست کہ میر خسرو
در مرثیہ پدر خود گفتہ است

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند — دریا رواں شد و گہر من یتیم ماند

و ایشاں را رسایل ست بر طریقہ تصوف و توحید و اشعار بسیار بود کہ اگر مقید
بجمع و تدوین آں می شدند دیوانی بہم میرسید ولیکن بے توجہی و بے تعلقی ایشاں
بہ مراسم عرف و عادت براں داشت کہ مقید بر آں نشدند و بر مشرب ایشاں فناء و توحید
غالب بود جملہ از احوال ایشاں در خاتمہ اخبار الاخیار مذکور است از انجا بر حقیقت
حال کہ ممکن نیست اطلاع براں مطلع میتواں شد و عم بزرگوار ایں خاکسار

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) شروع اور اپنے رشد شیخ سماء الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ
۱۳۳۲ء میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبد القادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نو ہزار
ابیات ہیں۔ مثنوی مہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار
صد ۲۱۲ منتخب التواریخ صد ۸۶ وصد ۸۷ تاریخ فرشتہ جلد اول صد ۱۸۱ محبوب الالباب صد ۳۲۳۔ تذکرہ
علمائے ہند صد ۴۳

[1] حیاتی فرزند مولانا جمالی ان کا نام عبد الحی ہے ۹۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۵۹ھ میں انتقال کیا
اخبار الاخیار صد ۲۱۸ صد ۲۹۴

[2] شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال ۹۹۰ھ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تکملہ اخبار الاخیار صد ۲۸۳ تا

شیخ رزق اللہ[1] مشتاقی تخلص داشتند از نوادر روزگار و مردی کامل و مستقیم و سالک
طریق قویم بود و از اہل عشق و محبت بود و بزبان فارسی و ہندوی سخنان دل پسند
دارند و بیان ایشاں کہ بزبان ہندلیت مشہور داشت و تاریخ واقعات مشتاقی کہ
در احوال سلطان بہلول لودھی وغیر اوست تصنیف ایشان است و در فارسی مشتاقی
تخلص دارند و در ہندوی راجن و مولانا حسین نقشی و شیخ تاج الدین و مولانا علی احمد
نشانی[2] نیز از فضلا و شعرا و اصفیای وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علما و
فضلا و شعرا درین شہر و شہرہائے دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشاں طولی دارد
و قصد متعلق بذکر جماعہ از گذشتگان شدہ کہ اثری و تالیفی گذاشتند ذکر اسمای
اشخاص و یکی از آنہا کہ دریں خیر و زمان زبان بشاعری کشادہ و داد سخنوری دادہ
است فیضی[3] آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و متانت و رصانت سخن ممتاز

---

[1] شیخ رزق اللہ مشتاقی ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے — ۲۰ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو انتقال کیا۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صہ ۱۶۷ ۔ تذکرہ علمائے ہند صہ ۹۳ ان کا تخلص فارسی میں مشتاقی اور ہندی میں راجن تھا۔ ہندی میں انھوں نے دو رسالے لکھے ہیں — پیم آں اور جوت نرنجن یہ دونوں منظوم ہیں۔ واقعات مشتاقی کے لئے دیکھو ایلیٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم صہ ۵۳۴

[2] مولانا حسین نقشی اور اُن کے فرزند علی احمد نشانی دور اکبری کے مشاہیر علما سے تھے ملا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ پدر و پسر دونوں کو مہرکنی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی مہروں کو نادرہ روزگار سمجھ کر بطور یادگار ایران خراسان اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ صہ ۳۰۸ علی احمد نشانی جہانگیر کی مجلس سرود میں جلوس کے پانچویں سال شب دوازدہم محرم ۱۰۱۹ھ کو انتقال کیا ان کے انتقال کا واقعہ خود جہانگیر اپنے توزک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو توزک جہانگیری جلد اول صہ ۸۴

[3] شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری صہ ۲۵۹ شعر العجم جلد سوم صہ ۳۱

روزگار بود لیکن حیف که بجهت وقوع وهبوط در هاویه کفر وضلالت رقم زده انکار وادبار بر خود کشیده است وزبان اهل دین وملت ودوستان ومنتسبان جناب نبوت را از بردن نام وی وجاعه شوم دی پاک دارد تاب الله علیهم ان کانوا مومنین واز انچه بشارت میدهد بخت اهل این روزگار به نعمتی که واجب است شکر آں بر ذمه اهل انصاف وجود فرزند مسعود ونور دیدهٔ دانش وبینش نورالحق الملقب[1] به مشرقی ست که شروق نیر فضل وکمال وی در هر دو طریق دانشوری وسخنوری باوسط السماء استوا واعتدال نزدیک به سمت الراس رسیده است یقین منست که اگر وی توجه برگمارد در طریقه شعرای زمانه شب وروز به مشق سخن وفکر بشعر روی آرد خمسه نظامی وخسرو را تتبع تواند کرد وجواب گفت ولیکن توجه واشتغال وی بجانب علم وصلاح ونفس الامر غالب آمده نمیگذارد که بطرف شعر وطریقه شعر روی آرد پروردگار جل وعلا کوکب سعادت واقبال اورا از افول ونزول نگاهدارد وفرزند عزیز محمد ہاشم نیز در علم وفضل تالی وتابع برادر ست در جوهر طبع او بجودت وسلامت وقوت ودر علم وعمل خصوصاً بعلم شریف حدیث موصوف وممتاز است بلغه الله مبلغ الرجال

وصل

چوں سخن باینجا رسید قلم حیران بایستاد وسر رشته گم کرد گویا فراموش کرد که غرض از تمهید وترتیب این مقدمات وذکر این حکایات وشرح کلمات چه بود وموضوع مسئله که بود ومن چوں از اصل مقصود واقف بودم وبر باطن وی نیز اطلاع داشتم دانستم که چه میخواهد وکرامی جوید ویاد که میکند خود را از وے بلکه از خود نیز وزدیدم وروی در گریبان حیا وتشویر پیچیدم پس نگاهی بجانب من کرد که حال چیست وموجب ملال چه وگفت چه می اندیشی شرم از که داری بگو انچه باید گفت وبیاره آنچه

---

[1] نورالحق مشرقی ان کا انتقال ۱۰۷۳ھ میں ہوا ہے۔ حالات کیلئے دیکھو سبحۃ المرجان صد ۵ مآثر الکرام صد ۱۲ تذکرہ علمای ہند صد ۲۴۰

داری گفتم شرم ازاں دارم که سخن درباب علم و فضل و علما و فضلا میرود و آنکه در هر دوری نوبتے بہ کہ رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد این امر را تجدید نمود و من مفلس بینوای بے پایہ را چه یارا که درینجا دم زنم و چه مجال که درین مقام بایستم و به چه نسبت خود را بنام و بکدام مناسبت زبان کشایم گفت تواضع نیکوست و جیتمهٔ کرام است من تواضع تواضع لله رفعه الله و لیکن در راستی جای و صدق مقام تکلف است انچه راستی است بے تکلف باید گفت و گوهر صدق در رشتهٔ انصاف سفت

براه تکلف مرو سعدیا　　اگر صدق داری بیار و بیا

دیگر عذر چیست من خود هم زبان و هم راز و همدم و هم ساز توام و هر چه از دل تو بر آمد که همه بر زبان من رفته و در ضمیر من گذشته است حالت سخن ترا من نیک می دانم و عیار دانش ترا بهتری شناسم و آنکه حاسهٔ فطرت وی سلیم ست و ذائقهٔ ادراک وی صحیح نیز لذت آن خواهد یافت و داد انصاف داد رحم الله من انصف

بیت

هر نامه که آصف نوشت　　قد رحم الله من انصف نوشت

و خود طالبان بسیار ند و ذوقها مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و ذوق چیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریقی ست و دیگرے را حال بر عکس افتاده اگر یک معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیزے در کام وقت شیرین نفتد زبان ندارد و همه چیز برای همه کس نیست و لله الحمد که در سخن از جادهٔ دین بیرون نیفتاده و عنان بدست نفس و هوا نداده و اگر احیاناً بجهت غلبه حال و انبساط وقت از من طغیانی و جوشی پیدا آمده و مستی سر بر زده باشد تو بدستاری توفیق و نصرت و تائید حق بدرشتی و نرمی مرا ازاں ورطه بیرون کشیده براه راست آورده در حاق وسط طریق مستقیم جاری گردانیده و این وصیت که مشائخ برای تو نوشته و لا یتکلم بالحقایق والرقایق بل بین للناس علم المعاملات و ما ینتسبون به عن العیوب بجائے آورده سخن را از ابهام

دا ابہام و شطح و طامات نگاہداشتہ و بخوض در کشف حقایق وجود و حقیقت ذات حق و صفات وی عز و علا جرات و گستاخی نمودہ و از دائرہ عبودیت بیرون نرفتہ وچوں دیگراں در مقام عزت جناب نبوت واد عا کمال بہ متابعت و تحلی با حوال شریف و اتصاف بصفات وی صلی اللہ علیہ وسلم از طریق تادب بدر نیفتادہ و غرور واعتماد بنفس در احوال و مقامات مقربان درگاہ و بزرگان راہ نہ پیچیدہ و زبان از طعن و تنقیص عزیزاں و بزرگاں نگاہداشتہ از راہ دیانت و احتیاط پائی نکشیدہ در ورطہ گستاخی و خلاف فرو نرفتہ و اگر فضلا و شعرا دفاتر و دواوین در فنون شعر و مدح ملوک و امرا و در اطوال عشق بازی مجازی افسانہ خوانی و قصہ پردازی کردہ در دام ہزل ولہو ولعب افتادہ اند تو باری کتب و صحائف در علوم شرعیہ و تفسیر کتاب اللہ و شرح و احادیث رسول اللہ و نعت و منقبت انبیا و اولیا و حالات و مقامات و حکایات ایشاں جمع کردہ و بصراط مستقیم و طریقہ قویم دلالت و ہدایت نمودہ در ہوای ضلالت و کو طبیعت فرو نرفتہ زدار و زدین انشاء اللہ کتاب را اصحاب الیمین بدست راست تو دہند و بخواندن کتاب الابرار کہ در علیین ست امر کنند آں زماں کہ چہ خواندہ و چہ نوشتہ چنانکہ امیر خسرو گفتہ است ؎

باش تا پردہ براندازد جہاں از روی کار — آنچہ امشب کردۂ فردات گردت آشکار

و در قران السعدین خطاب بنفس خود کردہ فرمودہ است

مثنویات

نامۂ عمرت بسوادی گزشت — عمر بہ بیمودن بادے گزشت

سوخت ولت زیں رقم دود خام — پختہ نشد درپے سودائے خام

زانچہ بگفتی بہ خطا و صواب — چونت بپرسند چہ گوئی جواب

ایں رقم امروز کہ سودائے تست — سلسلہ گردن فردائے تست

گیر کہ نظمت سخن از در کند — کس بہ دروغی چہ تفاخر کند

تا بود اندر فن شعرت ہوس — جز بدروغت نبرد نام کس
حاصل تزویر کم و کاستی است — رستن مرد از سبب راستی است
راستی آور که دروغت بس است — ہر چہ چنیں ست چہ نیکو کس است

وگفت قلم من میدانم کہ بعد از امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ دریں شہر و دیار انچہ از تو در کثرت تصنیف وجود و اشتہار یافتہ از دیگرے نشدہ فرق ہمیں است کہ تصنیفات حضرت میر در شعر است و تالیفات تو در شرع اگر طبائع اہل عالم باشعار مولع و شغوف است اما حال خواص اہل دین بخلاف آں موصوف ست و شکر دیگر آنکہ سخنان ترا گوارائے ہست و کلمات ترا حلاوتی بخشیدہ اند کہ در درون اہل قبول جای میکند و بکام ارباب ذوق شیریں می آید و برہان باطن بریں بشارتیست کہ از زبان بعضے ناظران عالم غیب کہ خوانندگان صحیفہ لاریب اند یافتہ و نشان ظاہر آنکہ خواطر خواص از اں راضی و ایدی عوام بہ نوشتن آں متقاضی است بہر تقدیر انچہ از غیب است بے عیب است ہر چہ تازہ است لذیذ است بیار انچہ میدانی و توکل علی اللہ الذی نزل الکتاب و ھو یتولی الصالحین۔

وصل

عالی کہ قلم ایں سخنان خوش آمد آمیز من گفت چوں روئے براستی داشت تاثیری کرد از خواب نیستی و گم نامی کہ فرو گرفتہ بود قدری بیدار ساخت و بین النوم و الیقظہ چیزے حالتی دست داد گوش بر آواز وئے نہادم کہ چہ میگوید و نکتہ و تفصیل سخن در نرفتہ و اول و آخر آں بہ تمام نہ فہمیدہ ایں مقدار فرا گرفتم کہ دلی می دہد و ہمتی می بخشد بہ نفسی بخود آمدم و خواستم کہ برخیزم و کمری بر بندم و در خانہ وجود موجود خود نگاہ کنم مگر چیزے بیابم کہ پیشکش اصحاب کنم بہ قیاس عقل در رفتہ و حساب کار فہمید بحکم صاحب البیت ادری بما فیہ دریافتم کہ متاعی در خانہ نیست کہ بر سر بازار تواں

آورد دروی خریدار توان دید۔ خاطر ازیں معامله جمع کرده واز سود و سرمایهٔ آن نومید گشته
بموجب فی الیاس راحة سر بر بستر استراحت نهادم و بقلم که مبالغه دریں کار داشت
گفتم که اے دوست دلنواز و اے یار غمگسار مرا دریں معامله معذور دار که در چهار گوشه
خانهٔ خود بدیدهٔ امعان و انصاف دیدم چیزی نمی یابم که بکار آید جز آن که در طاق خانه
ورقی چند ابتر و پریشان افتاده می بینم تو خود برده ببیں اگرچه کار آمدنیست برگیر و بنویس
و بها ایں معامله بتو می سپارم و ترا وکیل و خلیفه خود می سازم که اگر سهوے و خطاے راه یابد
منسوب بتو باشد و من تهمت زده نشوم و در اصل وجود و ظهور آن همه نیست و توئی نگارنده
واز کتم ضمیر بر زبان آرنده آن تحت علم بالقلم ذکر کرد و بعد ازاں علم الانسان مالم یعلم
گفت توئی ناودان فیض توئی کاروان علم توئی پاسبان فهم توئی نگهبان دانش گفت
من چیستم و کیستم من خسی ام مرا از زمین برداشته و بر دست عنایت و اهتمام گرفته بحرکت قسری
میدارند و آلت کار کتابت می سازند غایت کار و مبالغه در اعتبار من آنست که مرا در
مرتبهٔ زبان بنهند که البیان باللسان و به حقیقت زبان آلت عبارت و سخن افراشتن
است و من واسطهٔ کتابت و حروف نگاشتن عرائس معانی از وی لباس الفاظ و عبارت
پوشنده واز من در حلیه حروف و کتابت جلوه گر شوند تو مرا از خاک مذلت بردار و بدست
عزت بگیر و تربیت کن و کارفرماے از تو و کارگزاری از من خادم پروری از تو و خدمتگاری
از من ایں سخن از قلم شنیدم و جواب ناداده بخواب تغافل رفتم چوں هم دریں خیال بخواب
رفته بودم دراں عالم نیز می بینم که همی فکر و همیں اندیشه دامن گیر حال و پیرامون گرد خیال
است و بصورت خواب در تکلف بر می خیزم و چشم میکشایم قلم را می بینم بر بساط همت دل نهاده
و سر از پا می نشناخته در خدمت ایستاده زبان خواهش دراز و نغمه آز در ساز دارد و مرا
بمن نمی گذارد و سر ازیں سودا باز نمی دارد ایں بار چوں رسم تکلف از حد گذشت و مجال
حیله تنگ آمد گفتم بگو چه می گوئی و بخواه هرچه میخواهی ظاهر آن میخواهی که ایں خرافات

چند کہ آنرا تصنیفات و تالیفات نام می نہند برروئے کار آرم و عدد آنہا بشمارم و نام ہائے آں را بر صفحۂ اظہار بہ نگارم و آں را در رشتۂ تنسیق و ترتیب در آرم گفت ایں خود حکایت و غرض از ادل ہم نیز ہمیں بود ایں چنداں کاری نیست و بر طبع از اں باری ندآں ہمہ نوشتہ گیر و نگاشتہ شما اکنوں آرزوے و خواہشی دیگر در دل راہ می یابد کہ از گزشت احوال خود چیزے بگوے و از مبادی حال تا اکنوں کہ آخر صحبت است بخوانی کہ چہ کردی و کجا بودی و چہ دیدی و چہ نمودی اکنوں و رچہ فکری و چہ خیال داری بگو اگر طاقتِ مجال مقال داری ؎

سخن دوستاں خوشست بگو   نالہ عاشقاں نکوست بنال

گفتم ایں سخن بے فائدہ و لاطائل است و موجب تضیعِ وقت و حکم تحصیل حاصل دارد مجموع اوقات و احوال سہ حالت است طفلی و جوانی و پیری طفلی نادانی است جوانی پریشانی پیری ناتوانی۔ طفلی قصور است جوانی غرور پیری فتور طفلی پستی ست و جوانی مستی و پیری سستی مرا خود حاصل عمر ہمیں دو نشاط بود۔ خردی و پیری و جوانی ندانم کہ چیست و متمتع از جوانی کیست ؎

من ندانم کہ زندگانی چیست   کامرانی چہ و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند   دل خوش در جہاں کجا جویند
وصل یا کام دل چہ می باشد   کامیاب از جہاں کہ می باشد
آنکہ او دید چہرہ مقصود   کیست در عالم و کہ خواہد بود
آنکہ مقصود یافت در عالم   کہ بود ذرد ربنا بہ اعلم

مجمل احوال فقیر دریں فقرہ مندرج است دیوانی حقی کہ حیران و سرگردان راہ تنزل و ترقی است۔ مجبوبی بود کہ چندگاہ بہ تاثیر صحبت فرزانگان بحکم الجنون فنون در احاطۂ و احراز فنون کوشید و در آخر بہ مصداق الجنون فنون بے حوصلگی نمودہ ہم بر سر

جنون رفت سه

قصه ام را مکن ای همدم عاقل تکرار — کاول و آخر او جمله جنونست و جنون
گر فنون جمله شد آن نیز جنونی بودست — بشنو از مردم عاقل که فنون است جنون

اگر اختصار کنند حاصل قصه عالم دریں یک کلمه تمام است که گویند پیدا گشت
و ناپیدا شد بود و نابود شد نمودند و ربودند گفت حقیقت همیں است که گفتی و گوهر راز در
رشتهٔ اختصار و ایجاز سفتی اما در سماع تفصیل حال سالکان و به مقصد رسیدگان عبرتیست
مر طالبان را که باعثهٔ طلب را قوی گرداند و تازیانه ایست که مرکب شوق را نیز راند و گرنه آن
باشد باری بر هر تقدیر بر سامعه ترانه نوازد که دل را مشغول به آن سازد و گفت من می دانم که
عنایت و توفیق الٰہی دستگیر حال تو شده ترا درکارے واشته و از نعمتهائے نامتناهی
خود محروم نگذاشته است از عجب دریا برآمده و از شیوهٔ خودستائی و خودنمائی مطلق تهی شده
بگوی دور راه کذب و مبالغه مپوی و اما بنعمة ربک فحدث گفتم تفصیل آن نیز در مواضع متعدده
مذکور و مسطور است مبادی احوال در خاتمه اخبار الاخیار که در ذکر مشایخ این دیار است و اوسط
در جذب القلوب که تاریخ مدینه مطهره است و منتها در زاد المتقین که در ذکر مشایخ حرمین
شریفین است و لیکن مجملی از آن به طریق اختصار و بعضی از انچه که دران کتب مذکور و مختار نشده
بیارم تا به ذکر این غرض که تعداد و ترتیب تالیفات ست اتصال و انجرار یابد بدانکه چوں
صانع پروردگار از اول فطرت این غریب خاکسار را منشار خاص مخصوص گردانیده بود هم
در عنفوان جوانی که اوان نشو و نما کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کرده و تکمیل
نموده و بعد از تحصیل و استفاده بتدریس و افاده مشغول شد و هم دریں ایام به توفیق و تائید
الٰہی به حفظ قرآن مجید مشرف شده و به جاذبهٔ غیبی ترک دیار مفارقت اهل و عیال گفته
و در وادی طلب و غربت افتاده به موطن ارواح و مستقر قلوب که بیت رب العالمین و
درگاه سید المرسلین است روی آورده به انعام عام و خاص به طریق عموم و اختصاص

از آنحضرت مشمول و مخصوص گشته و به سعادت لقای شریف وی صلی الله علیه وسلم مکرر مشرف
شده و استماع حدیث در منام از حضرت سید انام علیه الصلوٰة والسلام بے واسطه نموده
و بشارتها به مقصود یافته مدتی به تجوید قرآن عظیم و علم قرأت و خدمت علم حدیث رسول کریم
مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تمامه کتب احادیث و سائر علوم دینیه
از علمای کرام آن عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلام خصوصاً از حضرت شیخ اجل اکرم
اوحد و اعدل عبدالوهاب متقی قادری شاذلی قدس الله روحه و اوصل الینا فیوضه و
فتوحه به تلقین ذکر و ایثار خلوت و خلافت و برکت و مشرف و فائز شده به نعمتهاے بشارت
از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتایج و ثمرات برکت و التزام مقام صدق و استقامت
در نشر علوم دینی و حصول هوا هیب یقینی مشرف و مبشر گشته رجوع و عود بوطن مالوف مامور
و مکلف گشت و هرچه بر زبان قلم من ازین باب جاری شده همه از رشحات باطن و ظاهر
آن خاطر دریا مقاطر ست و این توالیف که معدود خواهند شد وجود آن بعد از قدوم
برکت لزوم این سفر مبارک اثر است مگر اخبار الاخیار و آداب الصالحین و یک دو
رساله دیگر در نحو و مناظره که تسوید آن پیش ازان در اثنائے طالب علمی صورت یافته بود
و به تبیض و ترتیب و تنقیح آن نیز بعد ازان اتمام یافت و اکنون ابتدا از احصار توالیف سخن
تمام کنیم و چون در اسامی آن رساله جدا مسمی به تالیف قلب الالیف بکتابه فهرست التوالیف
نوشته شده بود به همان صورت نقل کنم و چون آن کتب و رسایل در هم بود بعضے به لفظ عربی
و پاره به زبان فارسی و صفت عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی و هذا

فہرست تصنیفات شیخ عبد الحق محدث دہلوی

الموسوم بہ

تالیف قلب الالیف بکتابۃ فہرست التوالیف

الحمد للہ منزل الکتب السماویہ والصحف المکرمۃ المرفوعۃ المطہرۃ علی الارواح القدسیہ العلویۃ الرسلیۃ لہدایۃ النفوس السفلیۃ الارضیۃ والصلوٰۃ التامۃ المبارکۃ الزکیۃ البہیۃ علی الجوہر الاول والآخر المحمدی حافظ اللوح المحفوظ مبیّن الکتاب المبین وعلی اہل بیتہ الاطہار وصحابتہ الاخیار واتباعہ الابرار مفسری الکتاب ومفصلی الخطاب ومحی علوم الدین سپاس وستایش مر پروردگار علی الاطلاق ومفیض اقسام ارزاق را کہ عطائے اورا پایان نیست وفیض اورا انقطاع نہ خدائے بے مانند بے ہمتا کہ بخشندۂ عطایا وبخشایندۂ خطایاست تعالیٰ شانہ وعظم برہانہ وجل جلالہ وکثر افضالہ ودرود نامعدود ورحمت نامحدود بر فہرست دیوان رسالت وملخص کتاب سفارت کہ بہتر عالمیان ودانش آموز انس وجان واستاد پیشینیان وراہ نمائے پسینیان ست وبر فرزندان ویاران او کہ مجموعہ فضل وکمال وجامع مراتب علم وحال وکتب علوم دین وابواب وفصول کتاب مبین اند افاض اللہ علینا من انوارہم ونفعنا ببرکاتہم وبرکات علومہم۔ بعضے از اصحاب فضل وکرم کہ اہتمام بشان فضل وعلم وعنایتی بحال این ضعیف داشتند بعضے از مسودات این مسکین را طلب می نمودند

تا مطالعہ کنندیا استکتاب نمایند و چوں درنظر دانش و بینش چیزی چناں نبود کہ بکار آید
واگر بود در آنجا اقسام فنون متعدد بود از علوم بعضی بلسان عربی و برخے بزبان پارسی و نہ ہمہ
کس کارآمدنی نہ فہرستی در تعداد آں نگاشتہ عرض داشتم تا ہرچہ ازاں اختیار افتد و بہ مذاق
وقت موافق آمد بخدمت فرستم و بعد ازاں نیز ہر کس ازیں الواں کہ برمانده ام ہرچہ خوش
دارد فائدہ بردارد و انا معترف بقلۃ بضاعتے وعدم استطاعتے و ضعف بالی و شتات حالی
و قصور نظری و فتور فکری ملتمس از اہل فضل و ارباب کرم آنکہ عیوب و زلات ایں مسکیں را
بپوشند و در اصلاح و تصحیح آنچہ از خطا و سہو راہ یافتہ باشند بکوشند وارجو من اللہ الکریم
حسن القبول و نیل المامول اوست عیب پوش و عذر نیوش و ہو الکریم الوہاب۔

۱۔ **فمنہا** لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح[1] و ہو اجل و اعظم و اطول و اکبر
ہذہ التصنیفات و قد جاء بتوفیق اللہ و تائیدہ کتابا حافلا شاملا مفیدا لا نظیر لہ فی شرح الاحادیث
النبویۃ علی مصدرہا الصلوۃ و التحیۃ مشتملۃ علی تحقیقات مفیدۃ و تدقیقات بدیعۃ و فوائد شریفۃ
و نکات لطیفۃ و احوال کیفیات مکتوبۃ فی دیباجۃ قریبۃ من ثمانین الف بیت

۲۔ **ومنہا** اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکات اثنا عشر الف بیت و کسر

---

[1] لمعات التنقیح۔ امام بغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کر کے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد عبد اللہ الخطیب نے اس پر نظر ثانی کی اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا۔ ثانیاً رواۃ حدیث کے نام اضافہ کئے۔ ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اُن کا حوالہ بھی لکھ دیا جن سے صاحب مصابیح انھیں اخذ کیا ہے اس ترتیب و تبویب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہوگئی اور اسے مشکوۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اسکی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔ لمعات کمیاب ہے اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن حدیث نمبر ۳۰۱ نمبر ۳۰۲ نمبر ۸۳ نمبر ۱۰۳۴۔

۳۔ **ومنہا** اشعۃ اللمعات فی شرح المشکات[1] شرح فارسی مشکاتست کہ در قدر و مرتبہ تلو شرح عربی است و در تنقیح و تہذیب و ضبط و ربط راجح و فائق و در حجم ضخامت زیادہ ازاں آں نیز بہ تائید و نصرت الٰہی سبحانہ شرحی نفیس لطیف مہذب مرغوب و مقبول آمدہ کتابت آں مقدار صد و سی ہزار بیت باشد۔

۴۔ **ومنہا** جامع البرکات منتخب شرح المشکات مجموعہ آمدہ است شامل فواید کثیرہ و عواید غزیرہ در ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و در باقی احادیث بر مضامین آں اقتصار کردہ و اختصار نمودہ شدہ است و کتابت آں مقدار سی و دو ہزار بیت باشد۔

۵ **ومنہا** مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ[2] در سیر حضرت سید مختار و امام المتقین والابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت۔

۶ **ومنہا** مطلع الانوار الٰہیہ فی الحلیۃ النبویہ مقدار یکہزار بیت

۷ **ومنہا** ذکر اجازت الحدیث فی القدیم والحدیث

۸ **ومنہا** اسماء الاستادین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ **ومنہا** فصول الخطب بیل اعالی الرتب

۱۰ **ومنہا** تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف فی باب اخلاص الصوفیہ قدس اللہ اسرارہم الصفیہ من الحکم علی ما صدر من اخبارہم عن احوالہم تحدیثاً بنعمۃ اللہ انہا من باب السکر

[1] اشعۃ اللمعات۔ بزبان فارسی شاہ صاحب نے اپنے لمعات کے بعد تصنیف کیا ہے برٹش میوزیم میں اس کا جو مخطوطہ محفوظ ہے اُس کی جلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے ۱۰۲۵ ہجری میں تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۲۷۷ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپ گئی ہے۔

[2] مدارج النبوت۔ یہ کتاب ۱۲۶۴ھ میں مدراس میں اور ۱۲۶۷ھ میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبدالمجید ساکن پیلی بھیت نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو منہاج النبوت کے نام سے ۱۲۷۲ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

وغلبة الحال وبیان ان ہذہ الرسائل الاربعة مقدار ثلثة او اربعة آلاف تخمینا

۱۱ **ومنہا** الطریق القویم فی شرح الصراط المستقیم[۱] نام اصل متن سفر السعادت است کہ مشہور میان مردم بہ صراط مستقیم شدہ ودر وقت کتابت شرح چوں باسم اول مذکور ومسطور شد بہ ہمیں نام مسطور گشت تا اگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الافادہ فے شرح سفر السعادۃ نام نہند وکتاب مذکور تصنیف شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ست، ومقصود وی درین کتاب آنست کہ اعمال شریفہ حضرت نبوت را از عبادات وعادات باحادیث اثبات کردہ تصحیح نمودہ وبرروآں کارہ آنچہ مخالف آں از مذاہب اربعہ واقع شدہ تصریح کردہ است پس در شرح تائید مذاہب اربعہ واثبات آں باحادیث خصوصا مذہب حنفی ومعارضہ کلام مصنف کہ ادعائے صحت احادیث موافق مدعائے خود نمودہ ورقم رود بطلان برخلاف آں کشیدہ است کردہ شد وایں حکایت در دیباچہ کتاب بہا تر ازیں گفتہ شدہ است کتابے آمد حافل شامل نافع جامع طریقہ فقہ وحدیث مقدار کتابت وی قریب سی ہزار بیت خواہد بود

۱۲۔ **ومنہا** جذب القلوب الی دیار المحبوب[۲] تاریخ مدینہ مطہرہ دربیان اسماء فضایل ومناقب ایں بلد کریم واحوال ساکنان وی از زمان قدیم وذکر فضائل مسجد منیف ومقامات متبرکہ واحکام وآداب زیارت قبر شریف واقامت درآں عالی مقام دررجوع بوطن بالخیر والسلام وبسط کلام دراثبات حیات انبیا علیہم السلام وذکر فضائل وآداب صلوٰۃ بر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] سفر السعادۃ شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الفیروزآبادی المتولد ۸۲۹ھ بہ کارزرون والمتوفی ۸۱۷ھ کی تصنیف ہے شیخ صاحب کی شرح ۱۸۷۱ء میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے اور ضخیم کتاب ہے

[۲] جذب القلوب۔ یہ کتاب ۱۲۶۳ھ میں کلکتہ میں اور ۱۸۷۶ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبدالحق بن غلام رسول بن ولی اللہ نے ۱۲۷۹ھ میں بہ زبان اردو اس کا ترجمہ کیا جو مرغوب القلوب کے نام سے ۱۲۸۴ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

و ذکر بعضے از صیغ صلوات ماثورہ از صحابہ و سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
و ایں کتاب در متانت و رصانت الفاظ موافق شرافت و کرامت معانی آں نزدیک
بدرجہ قبول اہل وصول واقع شدہ است نزدیک بہ ہفت ہزار و پانصد بیت

۱۳۔ **ومنہا** احوال الائمہ الاثنی عشر خلاصۂ اولاد سید بشر مقبول و منتخب از
کتاب مستطاب فصل الخطاب و ترجمہ عبارات عربی وے و ترک سخنان فارسی علی حالہا کہ
بامر واجب الامتثال بعضی از ارباب کمال نوشتہ شدہ مقدار ہزار و پانصد بیت

۱۴۔ **ومنہا** زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار[1] فی مناقب الغوث الاعظم والنور الاتم
الشیخ محی الدین عبد القادر الحسنی الجیلانی رضی اللہ عنہ و کتاب بہجۃ الاسرار کتابیست مقرر معتبر
مذکور مشہور بین المشائخ والعلما صنفہا بعض عظار المشائخ المقربین و بینہ و بین الشیخ رضی اللہ عنہ
واسطتان وقد کتبت ترجمہ فی طبقات المقربین الذہبی اختصرہا الشیخ محمد الجزری وقال
قرات ہذہ الکتاب علی الشیخ عبد القادر الاسطوطی وکان من کبار المشائخ بمصر اکثر من
ثلثۃ الآف بیت

۱۵۔ **ومنہا** شرح فتوح الغیب[2] مسمیٰ بہ مفتاح الفتوح لفتح ابواب النصوص و
فتوح الغیب از تصانیف عظیمہ حضرت غوث اعظم ست کہ در تحقیق مقالات دین و کمالات

---

[1] اس کتاب کا پورا نام بہجۃ الاسرار و معدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار ہے۔ اور اسے
شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف با بن جہضم الہمدانی مجاور حرم نے حدود ۷۶۶ھ
میں تصنیف کیا ہے اسمیں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیا سے کبار کے حالات ہیں۔ ابتدا غوث اعظم شیخ عبد القادر
جیلانی کے تذکرہ سے کی ہے اور اپنے نصف سے زیادہ حصہ میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۴ھ
میں مصر میں چھپی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سے صرف حضرت غوث اعظم کے حالات اختصار کے ساتھ نقل کئے ہیں
اور مولوی عبد الاحد نے اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۳۱۲ھ میں بہ مقام دہلی چھپوایا ہے۔

[2] یہ کتاب دہلی لکھنو اور بمبئی میں کئی بار چھپی اور عام طور پر ملتی ہے مولوی سید ابو الحسن نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے
جو لکھنو میں طبع ہوا ہے۔

اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است فرمودہ اند دہ ہزار بیت

۱۶ **ومنہا** الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ الشاذلیہ ذکر فیہ ثمانیہ رجال من عظمائہم وعلمائہم باعث بر تصنیف این رسالہ وتحصیل این سعادت وتوع ذکر این اعزہ بود در رسائل این فقیر نقل کلمات وحکایات ایشاں چنانکہ در خطبہ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف وفواید شریف وسخنان غریب از انفاس یقینیہ این قوم دارد کہ بغایت نافع وسودمند است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷۔ **ومنہا** زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل متبع علی متقی وخلیفہ راستین وی شیخ ولی مقتدا عبد الوہاب متقی قدس اللہ سرہما وبعضی دیگر از مشائخ از دیار عرب وعجم واہل حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفا وتعظیما رسالہ ایست بسے مفید ونافع مر قاصدان صراط مستقیم وسالکان طریق قویم را درین رسالہ تقریب بعضے احوال این غریب وتشرف بخدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت

۱۸۔ **ومنہا** اخبار الاخیار فی احوال الابرار[1] در ذکر احوال مشائخ وعلما وصلحا این دیار نسخہ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود ومتوسط دوازدہ ہزار ومنتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار وکسری ومثبت درین مجموعہ نسخہ متوسط است واین اول تصنیفے است کہ رقم زدۂ کلک این مسکین شدہ است اگرچہ بحسب لفظ وعبارت نہ دراں مرتبہ است ولیکن بہ سبب اشتمال بر احوال وحکایات وکلمات بزرگان بغایت شیوع واشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹۔ **ومنہا** تاریخ سلاطین ہند[2] اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود وبعد از ضم احوال سلاطین اکناف واطراف این ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

---

[1] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

[2] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)

ہزار بیت و چیزی رسید و مسمی بذکر ملوک کہ متضمن تاریخ اوست گفت

۲۰۔ **ومنها** تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ فی اثبات البشارہ بالجنۃ لغیر الاصحاب المشہورین بالعشرۃ المبشرۃ وعدم اختصاصھم بہا و بیان سبب اشتہار ہم بذلک وعدۃ مباحث متعلقہ بہذا الباب مع ذکر شئی من قواعد اصول الحدیث فی مقدمۃ الکتاب و ایراد نبذۃ من فضائل اہل بیت الرسالۃ سلام اللہ علیہم فی خاتمۃ الکتاب واللہ الملہم الصواب والیہ المرجع والمآب نزدیک ثلثۃ آلاف بیت

۲۱۔ **ومنها** جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوا لدین جمعت فیہ مقاصد مختلفہ فی ابواب العلم وارجو من اللہ ان یوفقنی بشرحہا انہ خیر موفق ومعین مقدار خمسانیہ بیت

۲۲۔ **ومنها** ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین

۲۳۔ **ومنها** المطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی وصفاتہ العلی ہزار و پانصد

۲۴۔ **ومنها** ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل بر فوائد ایں عمل عظیم الشان وذکر صیغ ماثورہ در آں وذکر صلوات منقول از بعض مشائخ عظام علیہم التحیہ والاکرام قریب ہزار بیت و پانصد بود بعد ازاں ضعیفین آں ہدر گشتہ۔

۲۵۔ **ومنها** الاجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر رسالہ حوت توجیہات التشبیہ الواقع فی الصلوٰۃ علی نبی الکریم اللّٰہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم جمعتہا فی مجلس واحد من وقت السحر الی طلوع ذکاء مع ما وقع فی البین من الصلوٰۃ والورد والدعاء مقدار اربعمایہ بیت و کسر

۲۶۔ **ومنها** تحقیق ما ثبت بالسنۃ من الاعمال فی ایام السنۃ او وردت فیہ الاحادیث

لہ یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ مولوی سبحان بخش نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ بین السطور چھپا ہے۔

الواردة فیہا جاء فیہ من الاعمال فی الایام والاشہر ولیالیہا مثل الصلوٰۃ والصیام فی یوم عاشورا ولیلۃ النصف من شعبان وغیر ذلک من الزمان صحاحا وحسانا وضعافا وموضوعات نحو امن الفی بیت او اکثر قریب من ثلثہ

۲۷ **ومنہا** التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی[1] علی ربع الجزء الاول نحو امن عشرۃ الاف ونسال اللہ التوفیق بان یضاف علیہ ان شاء اللہ من غیر تکلف واعتساف

۲۸ **ومنہا** ہدایۃ الناسک الی طریق المناسک رسالہ الیست مضبوط منقح کہ زبدہ مناسک حج وآداب زیارت بجہت سالکان این راہ وقاصدان ایں درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدو ہزار بیت

۲۹ **ومنہا** رسالہ نوریہ سلطانیہ دربیان قواعد سلطنت واحکام وارکان وَ اسباب وآلات تحصیل آں واوضاع وآداب ایں امر عظیم الشان مزین باسم سامی سلطان الوقت وملک الزمان خلد اللہ فی مراضیہ ملکہ وسلطانہ واعلا امرہ وشانہ نزدیک بہ ہزار بیت

۳۰ **ومنہا** آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب احیاء العلوم[2] الدین اللہ دربیان آداب اکل وشرب ومنام ومعاشرت ومصاحبت باصناف انام از ازواج واولاد واصحاب وخدام مقدار سہ ہزار وپانصد بیت

۳۱ **ومنہا** مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین درجمع میان شریعت و حقیقت وذکر بعضے از اوضاع وافعال مشایخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم ومواخذہ فقہا برایشان وجواب وتوجیہ از آں رسالہ الیست مفید ونافع در تحصیل اعتقاد صحیح وحق صریح خالی از خوش عبارتی وحسن بیان نیست مقدار ہزار وپانصد بیت

---

[1] تفسیر بیضاوی سے قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر البیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل مراد ہے۔

[2] احیاء العلوم۔ امام حجۃ الاسلام زین الدین ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی مشہور تصنیف ہے۔

۳۲ **ومنها** تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان[1] در بیان عقاید اہل سنت وجماعت با ایراد عبارت عربی عقاید وشرح آں بہ زبان فارسی باذکر فواید شریفہ ونکات لطیفہ وبط کلام در بعضے مسایل خصوصاً مسئلہ خلافت قریب سہ ہزار بیت

۳۳ **ومنها** تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف زہا ثلثۃ آلاف بیت

۳۴ **ومنها** توصیل المرید الی المراد ببیان احکام الاحزاب والاوراد در بیان علوم وقواعد متعلقہ باوراد وادعیہ واحزاب وتوفیق میان مذہب محدثین و مشایخ کہ در تصحیح وتضعیف بعضے اعمال دریں باب اختلاف دارند مشتمل بر سی وصل وایں رسالہ توطیہ وتمہید رسالہ دیگر است کہ در وی اوراد واحزاب کہ بہ اجازت مشایخ پیوستہ وبہ عمل کاتب حروف در آمدہ جمع کردہ شدہ ومجموع رسالیتن مسمی است بایں اسم مقدار سہ ہزار بیت

۳۵ **ومنها** تسلیۃ المصاب بنیل الاجر والثواب در بیان صبر بر مصائب و بلایا وتنبیہ بر وجود نعم خفایا وتحقیق معنی اجابت ومنع در دعا وسلوک طریق رضا وتسلیم در ورود احکام ارادیہ قہریہ وہاب کریم وتادب آلہی بترک طلب وسوال باختلاف اوقات واحوال مقدار ہزار بیت وکسری۔

۳۶ **ومنها** شرح الصدور بہ تفسیر آیۃ النور ہزار بیت کسری

۳۷ **ومنها** الدر الفرید فی بیان قواعد التجوید رسالہ مختصرہ مضبوطۃ مع شرحۃ بہذا النمط ممزوجاً بالمتن نحواً من الالف وخمسمایۃ بیت

۳۸ **ومنها** البناء المرفوع فی ترصیص مباحث الموضوع فیہ مباحث شریفہ منقولہ من شرح الشمسیہ وشرح المطالع وحواشیہا مع ایراد بعض نکات الشیخ بالفکر الفاتر فی بیان کوامنہا وغوامضہا نحواً من الف بیت وکسر

---

[1] یہ کتاب دہلی اور لکھنو میں کئی بار چھپی ہے۔

۳۹ **ومنہا** الدرۃ البہیۃ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ وقع فی مجلس واحد یسیر شاملۃ بجمع ما فیہا من مسایل المنطق اختصارا لطفا عجیبا فی صفحہ واحدۃ واسطہ معدودۃ

۴۰ **ومنہا** شرح شمسیۃ[1] قد وقع علی طریق البسط والتحقیق الی قولہ یجب تقدیم مباحث الموصل الی التصور علی مباحث الموصل الی التصدیق نحوا من الفی بیت وکسر۔

۴۱ **ومنہا** حاشیۃ الفوائد الضیائیۃ[2] الاتباع الہوی الصبائیۃ من الاول الی وجہ حصر الکلمۃ فی الاقسام ومن بحث الفعل الی آخر الکتاب بعون الملک العلام القریب فیہ الزب عن المخدوم المکین الامین فی اعتراضات مولانا واستاذنا عصام الدین وان کان وقع فیہا شئی من التکلف فی الکلام علی ما تقتضیہ شریطۃ الالتزام نحوا من ثمانیۃ الآلاف بیت

۴۲ **ومنہا** الافکار الصافیۃ فی ترجمہ کتاب الکافیہ[3] در صغر سن در ابتدائے حال طالب علمی بہ تقریب کسی نسبت معنوی ورابطہ قوی داشت تا آخر منصوبات تسوید نمودہ شد وتا بحث مرفوعات بہ بیاض رسید وعمر کاتب حروف در آں وقت پانزدہ یا شانزدہ سال بود مشتمل بر سخنان بسیار مقدار ہشت ہزار بیت وکسری

۴۳ **ومنہا** نظم آداب المطالعۃ والمناظرۃ لمن طالع الکتاب وناظرہ رسالہ منظوم مثنوی نیست در آداب بحث ومطالعہ خالی از لطفی وسلاستی نیست در ایام تحصیل نوشتہ شد ہفت صد بیت وکسری۔

۴۴ **ومنہا** نکات العشق والمحبتہ فی تطیب قلوب الاحبۃ در نکات وحکایات محبت وعشق بازی مجازی کہ در زمان کودکی وبازی واقع شدہ بود نزدیک بہ دو ہزار بیت وپانصد۔

---

[1] شمسیہ علم منطق کا مشہور متداول متن ہے اور اسے نجم الدین عمر بن علی القزوینی شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی نے لکھا ہے

[2] فوائد الضیائیہ۔ کافیہ ابن حاجب کی شرح ہے اور مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی المتوفی سنہ نے اسی سنہ میں تصنیف کیا ہے۔

[3] کافیہ نحو کا مشہور متن جو شیخ جمال الدین ابن حاجب المتوفی سنہ کی تصنیف ہے۔

۴۵ **ومنها** نکات الحق الحقیقۃ[1] من باب معارف الطریقہ مقدار سہ ہزار بیت

۴۶ **ومنها** صحیفۃ المودۃ مثنوی کہ در مراسلت و مکاتبت بہ برادر عزیز و یاران و دوستان و احباب و اصحاب ارباب تمیز نوشتہ شدہ بود شہر آشوب عالم محبت است خالی از سلاستی و ملاستی نیست و کسی کہ مطلع باشد بر احوال جماعہ مکتوب الیہم داند کہ در ضمن بیان معانی انچہ نکتہا و ظرافتہا رعایت کردہ شدہ است چند صد بیت۔

۴۷۔ **ومنها** انتخاب المثنوی للمولوی المعنوی دو ہزار و سی صد بیت و پیش از شروع وراں بیتی چند نوشتہ شدہ کہ از رشحات خامہ کاتب حروف ست و صفحہ چند از نثر نیز نگاشتہ آمد۔

۴۸۔ **ومنها** حسن الاشعار فی جمع الاشعار چند غزل و قصائد و قطعہا و رباعیات کہ بہ جہت شرم و حیا ستر و اخفا آں لازم است نامرتب در بیاضہا افتادہ بود و بہ نسبت بے حیای کہ لازمہ طریقۂ شاعریت نوشتہ شدہ و در دیباچہ رسالہ جزوی از نثر در عذر کم گوئی شعر کہ متضمن بہ معنے قباحت فہمی ست ذکر کردہ شدہ است۔

۴۹ **ومنها** ارسال المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل و عدد رسائل قریب بہ ہفتاد رسیدہ و من اللہ المزید مقدار ہشت ہزار بیت

الرسالۃ الاولی۔ سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیۃ بالاصطلاح

الرسالۃ الثانیہ۔ ذکر اصول طریقۃ الکشف الحقیقہ

الرسالۃ الثالثہ۔ تعیین الطریق لاہل الارادہ بالتزام وظائف الخیر و العبادہ

---

[1] نکات الحق یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی سید ظہور الحسین نے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو لطائف الحق کے نام سے ۱۳۱۴ھ میں دہلی میں طبع ہوا ہے۔

[2] یہ مجموعہ مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا ہے۔

الرسالۃ الخامسۃ والعشرون کشف استار الظلم من وجہ لسان الحال والقلم
الرسالۃ السادسۃ والعشرون سلوک الطریق النجاح بالاجتناب عن الانحراف والاعوجاج
الرسالۃ السابعۃ والعشرون کشف الاستار عن تحقیق معنی الکسب والاختیار
الرسالۃ الثامنۃ والعشرون ترک الاختیار والتدبیر بالاکتفاء بتدبیر العلیم الخبیر الخبیر
الرسالۃ التاسعۃ والعشرون تحقیق الباس عن قول ایمان الباس
الرسالۃ الثلثون وجود انتفائی احدیہ الذات بالغیبۃ من جمیع النسب والجہات
الرسالۃ الحادیہ والثلثون ہدایۃ طریق التربیۃ والتعلیم بہ بیان حقیقۃ الرضا والتسلیم
الرسالۃ الثانیۃ والثلثون التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ
الرسالۃ الثالثۃ والثلثون مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار
الرسالۃ الرابعۃ والثلثون ہدایۃ الانام الی التمسک بالشرائع والاحکام
الرسالۃ الخامسۃ والثلثون تنبیہ اولی الارباب علی ملازمۃ الادعیہ والاحزاب
الرسالۃ السادسۃ والثلثون استیناس انوار القبس فی شرح دعاء انس۔
الرسالۃ السابعۃ والثلثون تجلیہ القلوب مقدس الملکوت بشرح دعاء القنوت
الرسالۃ الثامنۃ والثلثون تحصیل البرکات والطیبات بہ بیان معنی التحیات
الرسالۃ التاسعۃ والثلثون تثبیت الفواد بتصور عظمۃ رب العباد
الرسالۃ الاربعون کسل فی المواظبۃ والمداومۃ علی العمل
الرسالۃ الحادیہ الاربعون تنویر القمر لیلۃ البدر فی تصویر معنی شرح الصدر
الرسالۃ الثانیۃ الاربعون تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المزید واستلزامہ حصول المحبۃ والتوحید
الرسالۃ الثالثۃ الاربعون تحقیق الدعا والاستمداد بہ لسان القال والحال والاستعداد
الرسالۃ الرابعہ والاربعون - فی لسان القلم بہ بیان معنی قولہم لاراحۃ

الآنی القدم العدم

الرسالۃ الخامسۃ والاربعون اظہار الحسرۃ والاستبعاد بہ تقصیر النفس فی اصلاح المبدا والمعاد

الرسالۃ السادسۃ والاربعون حرقۃ الجنان بہ تمنی الکشف والعیان

الرسالۃ السابعۃ والاربعون طیب المذاق بہ بیان الذوق فی مقام الاطلاق

الرسالۃ الثامنۃ والاربعون حراست الایمان من مکاید الشیطان

الرسالۃ التاسعہ والاربعون توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب

الرسالۃ الخمسون تنبیہ اہل الفکر علی رعایۃ آداب الذکر

الرسالۃ الحادیۃ والخمسون تذکرۃ اہل الذکر بہ بیان فضیلۃ الذکر علی الفکر

الرسالۃ الثانیۃ والخمسون الاعتصام بہ حبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب للذات والشہوات

الرسالۃ الثالثۃ والخمسون لتسویۃ الادانی والاعالی بالخوف والسکوت فی حضرت اللاابالی

الرسالۃ الرابعۃ والخمسون تبصیر الاغنیا الفقر مرآۃ جمال الاغنیا

الرسالۃ الخامسۃ والخمسون اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب والارواح

الرسالۃ السادسۃ والخمسون تحصیل الغنائم البرکات بہ تفسیر سورۃ والعادیات

الرسالۃ السابعۃ والخمسون ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی تعزیۃ ولد معاذ بن جبل

الرسالۃ الثامنۃ والخمسون ایراد العبارات بہ لسان اہل الاشارات

الرسالۃ التاسعۃ والخمسون طلاقۃ اللسان لشکایت حال الفراق والہجران

الرسالۃ الستون اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب۔

الرسالۃ الحادیۃ الستون توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفا اہل الزمان۔

الرسالۃ الثانیۃ الستون طلب الغور فی ذکر باعث سفر لاہور

الرسالۃ الثالثۃ الستون سلوک الطریقۃ علی نہج المجاز قنطرۃ الحقیقۃ

الرسالۃ الرابعۃ الستون تسلیۃ السایل بہ بیان المسایل

الرسالة الخامسة الستون وجدان البرد باستشمام الورد
الرسالة السادسة الستون جمع کلمات العارفین من اہل الصدق والیقین
الرسالة السابعة الستون الرد علی الدعاء والباطلة التی صدرت لبعض النفوس الساطلہ

عدد این کتب و رسائل کہ بر صفحۂ بیان نگاشتہ آمد از سی متجاوز ست وشمار
این رسایل از شصت بالا اگر اینہا را جدا جدا بشمارند و رسم دکان داری درمیان آرند
دالے کہ عدد آں بہ چند رسد و ہنوز سلسلۂ سخن دراز است و در فیض آلہی بازی کجا رسد
و بکجا رساند اگرچہ درین ایام قوت طبیعت بشری در ذبول ست و علوم و فنون رو بہ نزول
دارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر ست وا اللہ اعلم تا آخر کار
چیست و اگر عدد ابیات بر روش کاتبان بشمارند میتواں گفت کہ از چہار صد ہزار بیت
بیشتر ست و از پانصد ہزار کمتر و اگر حساب را تمام از پردۂ اجمال و ابہام بر آرند چہار صد
و شصت ہزار بشمارند و چوں اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعہ بسہ قسم انقسام
یافت و ہر قسمی در حکم دفتری و جلدی اقسام وارتسام پذیرفت و اگر این ہمہ را یک صحیفہ
سازند و در یک جلد شیرازہ بہ بندند بنگ در نظر عرف و عادت از دائرہ مناسبت
وملائمت بدر افتد و برداشتن بار آں بر دست طبیعت گراں آید و چوں اطوار سخن متنوع
و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازیں جہت تالیف و ترتیب
در سہ دفتر نہادہ شد کتب و رسایل عربی در ہر فن و ہر باب کہ باشد جدا جمع کردہ شد
و انچہ بزبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق این تقسیم و تفصیل این اجمال در خطبۂ دفتر عربی
مبین شدہ است و مجموعہ اسامی کتب و رسایل از خرد و بزرگ کہ در آں دفتر مکتوب
ست چہل و ہشت چنانکہ در دوائر کہ بر پشت دفتر کشیدہ شدہ ارتسام یافتہ است و عدد
انچہ درین قسم ثانی مکتوب است سیزدہ و انچہ در دفتر ثالث ارتسام یافتہ چہار و
مجموع شصت و پنج عدد رسائل کہ اجزاء کتاب و رسائل المکاتیب و الرسایل ارباب

الکمال والفضائل شصت وهفت، واگر آنها را جدا جدا شمارند صد وسی ودو گردد و عدد ابیات معلوم شد که قریب به پانصد هزار و اند ست اگر چیزی ازان به مرتبهٔ قبول یافت الحمد لله واگر نه هیچ مقصود رضائے حق وعطائے اوست. انی لا اضیع عمل عامل منکم بشارتی می بخشد والا لله الدین الخالص کمر می شکند والایمان بین الخوف والرجا وما عندکم ینفد وما عند الله باق والعاقبة بالخیر ان شاء الله الخلاق۔

تمام شد

اطراف الاسماء

فہرست مندرجات تذکرہ مصنفین دہلی

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۳)

تذکرۃ الملوک

تصنیف ملا رفیع الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی

بیجاپور کے سلاطین عادل شاہی اور ان کے معاصر شاہان ہندوستان و دکن و ایران کی تاریخ - ابتداء ظہور سلطنت بہمنیہ سے سنہ ۱۰۲۰ھ تک -

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ - پانچ جزء - جزء اول تیار ہے

سلسلۂ متون تاریخی

نمبر (۴)

تاریخ سلطان محمد قطب شاہی

گولکنڈہ کے سلاطین قطب شاہیہ کی تاریخ جو سنہ ۱۰۲۶ھ میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تصنیف ہوئی ہے

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ۔ پانچ جزء۔ جزء اول تیار ہے